﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 23؍نومبر 2012ء

08؍محرم الحرام 1434 ہجری قمری 23؍نبوت 1391 ہجری شمسی

شمارہ 47

فرشتوں کا سجدہ

حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔’’مَیں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان پر شور برپا ہے اور اس کا حق ہے کہ ایسا ہو کیونکہ آسمان پر چار انگلیوں کی جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

(جامع ترمذی کتاب الزهد باب قول النبی لو تعلمون حدیث نمبر:2234)

اس جائزہ کی ضرورت ہے کہ ایمان کی ترقی اور سچائی کے قیام کے لئے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہم نے کس حد تک تسلیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر ہم کس حد تک عمل کرتے ہیں؟

تقویٰ کے حصول کے لئے ہمارے قدم کس تیزی سے بڑھ رہے ہیں؟ پس یہ جائزے ہمیں ہماری حقیقی تصویر دکھائیں گے۔ یہ جائزے ہمیں ہمارا حقیقی احمدی ہونا یا نہ ہونا بتائیں گے۔

ہمیں ایک مرتبہ احمدی ہو کر یا احمدیوں کے گھر میں پیدا ہو کر، ان کی اولاد ہو کر پھر بے فکر نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ شرائط بیعت کو وقتاً فوقتاً سامنے رکھتے رہنا چاہئے۔

رسوم میں آجکل ایک بہت بڑی رسم جس نے بدعت کی شکل اختیار کر لی ہے شادی بیاہ پر بے جا اسراف ہے، بے انتہا خرچ ہے۔

شادی کے موقعوں پر اُن غریب دلہنوں کا بھی خیال رہے جن کو مثلاً رخصتی کے وقت مشکل سے دو جوڑے ملتے ہیں یا جن کو رخصتی کے وقت شاید ایک تولہ سونے کا زیور بھی میسر نہیں آتا۔

کسی بھی بات کو اپنانے سے پہلے یہ دیکھیں کہ کسی احمدی لڑکی اور عورت کے تقدس پر حرف نہ آتا ہو، اُس کی عزت و عصمت پر حرف نہ آتا ہو۔

پردہ ایک ایسا اسلامی حکم ہے جس کی وضاحت قرآن کریم میں موجود ہے۔ اس لئے یہاں کے ماحول کے زیرِ اثر اپنے حجاب اور کوٹ نہ اتاردیں۔

بے حجابیوں میں اور ہوا و ہوس میں ڈوبنے سے بچیں ورنہ آئندہ نسلوں کی حیا کے تقدس کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خیر چاہتی ہیں تو حیا کی بہت حفاظت کریں۔

اگر آپ نے سچی بیعت کی ہے تو اپنی تمام خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں کے تابع کریں اور خلافت سے وفا اور اطاعت بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ پس جب بھی خلیفۂ وقت کسی امر کی طرف توجہ دلائے تو اس کی پابندی کرنے کی کوشش کریں۔

عورت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کی نگرانی کرے۔ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہ نہیں کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے، پیسے کمانے کے لئے سارا دن گھر سے باہر رہے اور جب بچے شام کو سکول سے گھر واپس آئیں تو انہیں پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔

گھر کا نظام چلانا، گھر کے اخراجات پورے کرنا، بیوی کے بھی اخراجات پورے کرنا اور بچوں کے بھی اخراجات پورے کرنا یہ مَردوں کا کام ہے۔ وہ اگر نگرانی کا حق ادا نہیں کر رہے تو وہ بھی پوچھے جائیں گے۔

تبلیغ دین کا کام بھی عورتوں کو کرنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھیں کہ صرف مَردوں کا کام ہے۔ اس کے لئے پہلے اپنا دینی علم بڑھائیں۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 7 جولائی 2012ء کو انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ– بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اپنی بات شروع کرنے سے پہلے مَیں یہ توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ یہاں اس وقت تو اللہ کے فضل سے آپ خاموشی سے بیٹھی ہوئی ہیں، لیکن کل جمعہ کی جو مجھے اطلاع تھی وہ یہی تھی کہ اتنی زیادہ خاموشی نہیں تھی۔ شاید آواز بھی ٹھیک نہیں تھی۔ اور خاص طور پر جو بچوں کا ماحول ہے اُس میں جس طرح مَیں نے پہلے ہی ڈیوٹی والی کارکنات کو کہہ دیا تھا کہ بچوں سے زیادہ ماؤں کو چُپ کرانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ مَیں نے سنا ہے کل بھی ماؤں کا شور تھا اور بڑی Relax ہو کر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ حالانکہ خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ تو آج اس وقت بھی بچوں کی مارکی میں، بچوں کے ہال میں جو مائیں ہیں وہ خاموشی سے سنیں، چاہے آواز آ رہی ہو یا نہ آ رہی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شرائط بیعت کی چھٹی شرط میں جن امور کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے اُن میں سے ایک قسم وہ ہے جس سے ایک مومن کا بچنا ضروری ہے یعنی رسومات اور ہوا و ہوس سے بچنا اور ایک مومن کو بہرحال اُن سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جس کو اپنائے بغیر، اپنی زندگی کا حصہ

بنائے بغیر کوئی عورت یا مرد حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا، حقیقی احمدی نہیں کہلا سکتا۔ اور وہ قرآنِ کریم کی حکومت اپنے اوپر قائم کرنا، اُس کی تعلیم پر عمل کرنا اور اللہ اور اُس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا اور کامل اطاعت کرنا ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے شرائط کے الفاظ پر اگر ایک حقیقی احمدی غور کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک عظیم روحانی انقلاب ہم میں پیدا ہوسکتا ہے، ہم تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہو سکتے ہیں۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں‘‘۔ (کتاب البریّہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 292-291 حاشیہ)

پس یہ دو مقصد ہیں۔ ایمانوں کو مضبوط کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا کرنا کہ ہر ایک کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہستی، اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایک یقین پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق پیدا ہو جائے۔

فرمایا: ’’مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں‘‘۔ (کتاب البریّہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 293 حاشیہ)

ایمان کا زمانہ آئے۔ ایمان دلوں میں مضبوط ہو۔ تقویٰ پیدا ہو۔ اور فرمایا یہی میری بعثت کا مقصد ہے۔ یہی میرے آنے کا مقصد ہے۔

پس آپ نے ایک احمدی کے لئے آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے جو شرائط بیعت رکھی ہیں، اُن کا مقصد انہی باتوں کا حصول ہے۔

ہماری عورتیں بھی اور مرد بھی بہت سے ایسے ہیں جو احمدی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اس جائزہ کی ضرورت ہے کہ ایمان کی ترقی اور سچائی کے قیام کے لئے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہم نے کس حد تک تسلیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر ہم کس حد تک عمل کرتے ہیں؟ تقویٰ کے حصول کے لئے ہمارے قدم کس تیزی سے بڑھ رہے ہیں؟ پس یہ جائزے ہمیں ہماری حقیقی تصویر دکھائیں گے۔ یہ جائزے ہمیں ہمارا حقیقی احمدی ہونا یا نہ ہونا بتائیں گے۔

جوں جوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے سے دور جا رہے ہیں، ہمیں اس مقصد کے حصول کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بتایا ہے، پہلے سے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں ایک مرتبہ احمدی ہو کر یا احمدیوں کے گھر میں پیدا ہو کر، ان کی اولاد ہو کر پھر بے فکر نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ شرائط بیعت کو وقتاً فوقتاً سامنے رکھتے رہنا چاہئے۔ اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے شرائطِ بیعت کی چھٹی شرط کا شروع میں ذکر کیا ہے اور اپنے الفاظ میں مختصر بتایا ہے۔ اس وقت مَیں اس حوالے سے ہی بات کروں گا۔ خاص طور پر مَیں آپ کے سامنے اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ اس شرط بیعت کا جو پہلا حصہ ہے یعنی رسوم، بدعات اور ہوا و ہوس، عموماً عورتوں کی زیادہ تعداد اپنے طبعی میلان کی وجہ سے ان دو باتوں کی طرف زیادہ جھکتی ہے یا زیادہ رجحان رکھتی ہے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں روکا ہے۔ اور وہ جیسا کہ مَیں نے کہا رسموں کے پیچھے چلنا، خواہشات کا شدت سے بڑھنا اور دنیاداری کی شدت ہے۔ دنیاداری میں بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں۔ فیشن کی طرف رجحان ہے اور مقابلے کی وجہ سے پھر خواہشات بھی بڑھتی ہیں جن کی وجہ سے وہ مرد جو گھریلو زندگی میں بدمزگی سے بچنے کے لئے کمزوری دکھاتے ہیں وہ پھر قرضوں میں ڈوب جاتے ہیں اور یوں ایک برائی کے نتیجے میں برائیوں کا اور مشکلات کا ایک سلسلہ گھروں میں شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے مرد یہ مطلب بھی نہ لیں اور نہ عورتیں پریشان ہوں کہ یہ کمزوری صرف عورتوں میں ہے۔ مَردوں کی ترجیحات ذرا مختلف ہیں ورنہ یہ کمزوریاں مَردوں میں بھی ہیں اور خاص طور پر ہوا و ہوس میں مردوں کی بھی ایک تعداد مبتلا ہے۔ ہوا و ہوس کا مطلب ہے حرص اور لالچ اور اسی طرح عیاشی جس میں ہر طرح کی عیاشی شامل ہے۔

کل مَیں نے خطبہ میں اس برائی کا ذکر بھی کیا تھا۔ ننگ دیکھ کر انسان پھر غلاظتوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ بہرحال یہ برائیاں بھی ایسی ہیں جو چاہے مردوں میں ہوں یا عورتوں میں، احمدی معاشرے میں یہ برداشت نہیں ہونی چاہئیں۔ عیاشی کی انتہا نہ بھی ہو تب بھی جہاں تک رسوم و بدعات کا اور حرص اور لالچ کا سوال ہے، یہ ایسی برائیاں ہیں جو گھروں کے سکون کو بھی برباد کرتی ہیں اور معاشرہ کے سکون کو بھی برباد کرتی ہیں۔ پس ایک احمدی عورت کو ان سے بچنا چاہئے۔

رسوم میں آجکل ایک بہت بڑی رسم جس نے بدعت کی شکل اختیار کر لی ہے شادی بیاہ پر بے جا اسراف اور بے انتہا خرچ ہے۔ بعض دفعہ فضول خرچی کی حد تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ دُلہن کے جوڑوں پر بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں مَیں پہلے بھی اپنے پرانے خطبات میں بڑی تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔ مَیں نے سنا ہے کہ تین تین، چار چار یا پانچ پانچ لاکھ کے جوڑے بنائے جاتے ہیں اور جو بہت کم خرچ کرتے ہیں وہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے جوڑے بناتے ہیں جو شاید دُلہن ایک یا دو مرتبہ زندگی میں پہنتی ہے۔ مَیں نے لندن میں بھی معلومات لی ہیں۔ وہاں ایک جگہ ساؤتھ آل (Southall) میں دیسی کپڑے بھی ملتے ہیں، مَیں خاص طور پر پاکستانیوں کو مخاطب ہوں تو وہاں بھی دُلہن کا بہت اچھا قیمتی جوڑا چار پانچ سو پاؤنڈ میں مل جاتا ہے جو تب بھی ایک لاکھ تک نہیں جاتا۔ پس اس طرف بھی عورتوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ خاص طور پر اُن عورتوں کو، لڑکیوں کو جو زیادہ قیمتی جوڑے بنانے کی بے جا خواہش کرتی ہیں۔ پھر جب پاکستان سے آئے ہوئے پاکستان جا کر اپنے بچوں کی شادیاں کرتے ہیں تو بعض خاندان دکھاوے اور فضول خرچی کی انتہا کر دیتے ہیں۔ بَری اور جہیز کا دکھایا جانا بھی ایک رسم بن چکی ہے حالانکہ یہ قطعاً اسلام میں جائز نہیں۔ ہندوستان کے دوسرے مذاہب کے معاشرے کی جو روایتیں تھیں اُن بیہودہ روایتوں کو مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے۔ اور احمدیوں کو جن سے بچنا چاہئے تھا، احمدی بھی اسی میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں۔ پھر کھانے کھلائے جاتے ہیں تو اس میں بھی کئی کئی قسم کے کھانے پکوا لئے جاتے ہیں جو آدھے سے زیادہ ضائع جاتے ہیں اور فخر یہ ہوتا ہے کہ ہم نے چھ ڈش بنائے، سات ڈش بنائے۔ حالانکہ اسلام میں شادی کا حکم ہے اور دعوت کے لئے دعوت ولیمہ کا حکم ہے۔ لیکن اس سے پہلے مہندی کی رسموں میں بے جا خرچ کیا جاتا ہے۔ کئی کئی دن مہندی کی دعوتیں کی جاتی ہیں۔ صرف رشتے دار یا لڑکی کی سہیلیاں اکٹھی نہیں ہوتیں بلکہ باقاعدہ کارڈ چھاپے جاتے ہیں، دوسروں کو دعوت نامے دیئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی جو بیہودہ اور بے جا رسمیں ہیں اُن سے ایک احمدی کو، ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی خاندان کو، ایک احمدی گھر کو بہرحال بچنا چاہئے کیونکہ یہ سب دکھاوا اور فضول خرچی ہے۔ اس سے صرف خرچ کرنے والوں کی فضول خرچی ہی ثابت نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ یہ بات اُنہیں اس الزام کے نیچے بھی لا رہی ہوتی ہے کہ انہوں نے رسوم و رواج کے طوق اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ ان رسوم و رواج کے طوق سے آزاد کرنے کے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اور اس زمانے میں اسی کو نئے سرے سے قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اگر وہی طوق گردنوں میں ڈالنے ہیں تو پھر احمدی ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ صرف اس لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے کہ اپنے ماحول میں، اپنے رشتہ داروں میں، اپنے مقابلے کے لوگوں میں ہماری گردن اونچی رہے۔ یہ نام رہے کہ فلاں کے بڑے اچھے جوڑے تھے۔ اتنا زیور دیا۔ جہیز ایسا تھا۔ بَری ایسی تھی۔ کھانے پر فلاں فلاں ڈش تھے۔ ایسی اچھی اور اعلیٰ دعوتیں ہوئیں۔ تو یہ چیزیں اُن کم توفیق رکھنے والے لوگوں کے دلوں میں بھی بے چینیاں پیدا کرتی ہیں جو اس حد تک نہیں پہنچ سکتے اور جو اتنے زیادہ اخراجات نہیں کر سکتے۔ گو کہ اُن لوگوں کی، جن کو توفیق نہیں ہے، یہ بات بھی غلط ہے اور رسم و رواج کی بے جا پیروی ہے جس کے لئے وہ قرض بھی لے لیتے ہیں اور مقروض ہو جاتے ہیں۔ پھر گھروں میں نئے فتنے اور بے چینیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ جس کو جتنی توفیق ہے اُتنا خرچ کرے۔ جس کی توفیق نہیں ہے وہ اپنے سے زیادہ امیر کو نہ دیکھے۔ دکھاوے پر نہ چلے بلکہ اپنے سے کم تر کو دیکھے۔ اور یہی ہمیں اسلام کی تعلیم ہے۔ یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ نیکیوں میں اپنے سے آگے بڑھے ہوؤں کو دیکھو۔ اگر مقابلہ کرنا ہے تو نیکیوں میں مقابلہ کرو اور نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرو۔ اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم تر یا کم حیثیت کے لوگوں کو دیکھو۔ کم تر تو نہیں کہہ سکتے، مالی لحاظ سے کم حیثیت کے لوگوں کو دیکھو اور پھر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنو کہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس کا احسان اور اُس کا فضل ہے۔ اور سب سے بڑا فضل تو اس کا یہی ہے کہ اس زمانے میں، اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس نے ہمیں ان بدعتوں اور رسموں سے آزاد کرایا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم پھر اُنہیں میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں۔ بہرحال یہ برائی معاشرے میں ہے کہ ان بے جا خرچ کرنے والوں اور دکھاوا کرنے والوں کو دیکھا جاتا ہے بجائے اس کے کہ اپنے سے کم مالی حیثیت کے لوگوں کو دیکھا جائے۔ اور خاص طور پر وہ جو عزیز رشتے دار بھی ہیں، وہ جب اپنے سے کم مالی حیثیت رکھنے والے عزیزوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں تو پھر معاشرے میں اور زیادہ بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بہرحال یہ فضول خرچی کرنے والوں کو بھی سوچنا چاہئے۔ ایک ایسا شیطانی چکر ہے جو بڑھتا چلا جاتا ہے اور معاشرے کی بے چینیوں کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ بعض خاندانوں میں مَیں نے دیکھا ہے اسی دکھاوے اور فضول خرچیوں کی وجہ سے آپس میں رنجشیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان فضول خرچی کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ نہ صرف وہ فضول خرچی کر کے خود اپنے آپ کو اپنی خواہشات کا غلام بنا رہی ہیں یا مرد ہیں تو بنا رہے ہیں بلکہ ایک طبقہ کے لئے بے چینیوں کے سامان بھی کر رہے ہیں۔ جو لوگ صاحب حیثیت ہیں، جو لاکھوں روپیہ یا ہزاروں ڈالر اپنی یا اپنے بچوں کی شادیوں پر خرچ کرتے ہیں، اگر وہ اتنے کشائش رکھنے والے ہیں اور اگر اتنا خرچ کرنا ہے تو پھر جماعت میں جو غریبوں کا حق قائم کیا گیا ہے اس کو بھی ادا کریں۔ مریم شادی فنڈ ہے، اُس کے نام سے غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے جو مدد دی جاتی ہے پھر اُس میں بھی کھل کر دیں۔ مَیں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے بھی ہیں جو اپنے بچوں کی شادیوں پر اگر بے تحاشا خرچ کر رہے ہیں، انہیں کھل ہے، کشائش ہے تو دو تین غریب بچیوں کی شادیوں کا بھی خرچ دے دیتے ہیں۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ آپ میں سے بہت سی ایسی بھی ہیں جو جماعتی اخراجات کے لئے کوئی بھی تحریک کی جائے تو کھل کر چندے دینے والی ہیں، اپنے زیور تک دے دیتی ہیں، ایک رَتی بھی زیور اپنے پاس نہیں رکھتیں لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ذاتی خواہشات کی تکمیل اور مقابلہ کرنے والی بھی بہت سی ہیں۔ مَردوں میں بھی ہیں، عورتوں میں بھی ہیں جو اپنے اوپر تو خرچ کرتی ہیں یا کرتے ہیں، جو بھی صورت ہو لیکن دوسرے کا خیال نہیں ہے۔

پس اگر آپ میں سے ہر ایک اپنی شادیوں پر اخراجات کا 1/10 غریبوں کی شادیوں کے لئے دیں تو پھر یقیناً آپ اُن لوگوں کی فہرست میں آ جائیں گی جو رسم اور دکھاوے کے پیچھے چلنے والی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا شکر ادا کرنے والی ہوں گی جو کشائش کی صورت میں آپ کو ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے انعام سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو مَیں نے تمہیں دیا ہے اُس کا اظہار بھی ہونا چاہئے لیکن اظہار اُس حد تک ہونا چاہئے جو اعتدال کے اندر ہو۔ اظہار اُس حد تک ہونا چاہئے جہاں آپ کو اپنے غریب بھائیوں کا بھی خیال رہے، بہنوں کا بھی خیال رہے۔ شادی کے ان موقعوں پر اُن غریب دلہنوں کا بھی خیال رہے جن کو مثلاً رخصتی کے وقت مشکل سے دو جوڑے ملتے ہیں یا جن کو رخصتی کے وقت شاید ایک تولہ سونے کا زیور بھی میسر نہیں آتا۔ جن کو پھر انہی باتوں سے سسرال میں جا کے جہیز کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔ پس اگر آپ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے کشائش دی ہے، اُن کا خیال رکھیں گی تو یہی کشائش آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا مورد بنائے گی۔ پس اس طرف بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے۔ اگر احمدی عورتیں چاہیں تو مردوں کو قائل کر سکتی ہیں کہ ہمیں خدا کی رضا کے حصول کے لئے غریبوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اس لئے کسی عورت کا یہ عذر نہ ہو کہ ہمارے مرد نہیں مانتے۔ یقیناً بعض ایسے مرد ہیں جو سخت دل ہیں، جو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کرنا جانتے ہیں، جو اپنی بیویوں کے حقوق بھی ادا نہیں کرتے لیکن اکثریت ایسی نہیں ہے۔ اگر عورتیں چاہیں تو مردوں کو قائل کر سکتی ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہاں آنا اور مالی لحاظ سے بہتر ہونا، کشائش پیدا ہونا، آپ کی کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ آپ پر جو مظالم ہوئے اور پھر ایک بہت بڑی تعداد اس لئے یہاں آئی کہ اُن پر پاکستان میں مظالم ہوئے، یا وہ اُن ظلموں کے خوف سے یہاں آ گئے تو یہ احسان جو مالی کشائش کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا ہے یہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ پس یہ احسان اگر آپ یاد رکھیں گی تو اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندی بھی بنی رہیں گی۔ بہت سوں کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہی نواز دیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر222

مکرمہ زینب محمود احمد محمد صاحبہ(2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرمہ زینب محمود صاحبہ کے قبولِ احمدیت سے قبل کے بعض حالات کا تذکرہ کیا تھا۔ اس قسط میں کچھ مزید واقعات بیان کئے جائیں گے۔

ایک ولی اللہ کی تلاش

مکرمہ زینب محمود احمد محمد صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:

والدہ کی وفات کے بعد میرا رجحان مکمل طور پر دینی امور کی طرف ہوگیا۔ مَیں نے بانقاب حجاب بھی پہننا شروع کر دیا، نیز تلاوتِ قرآنِ کریم اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے علاوہ تسبیح و ذکر الٰہی سے اپنی زبان ہمہ وقت تر رکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ انہی ایام کی بات ہے کہ ایک روز نمازِ تہجد اور فجر کے بعد مَیں چند منٹ کے لئے سوئی تو اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت رؤیا دیکھا۔ مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک مسجد میں ہوں جس کے در و دیوار پر کسی بزرگ، ولی اللہ اور روحانی شخصیت کی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ مَیں رؤیا کے دوران ہی سوچنے لگتی ہوں کہ مَیں نے بے شمار اولیاء اللہ اور بزرگوں کی قبروں پر حاضری دی ہے لیکن کسی کی بھی تصویر نہیں دیکھی۔ پھر یہ تصویر کس بزرگ کی ہے؟ انہی سوچوں میں گم اچانک دیکھتی ہوں کہ ایک دیوار سے یہ تصویر حرکت کرتی ہوئی میری جانب بڑھنے لگتی ہے۔ جب مَیں اسے دیکھ کر کانپنے لگتی ہوں تو تصویر واپس دیوار کی طرف سرکتی جاتی ہے۔ مَیں بلند آواز میں کہتی ہوں کہ کوئی مجھے بتائے کہ یہ تصویر کس ولی کی ہے؟ لیکن کوئی میری بات کا جواب نہیں دیتا۔ تاہم تصویر ایک دفعہ پھر میرے بہت قریب آجاتی ہے اور مَیں اسے اس قدر غور سے دیکھتی ہوں کہ اس کے خدوخال میرے دل و دماغ کے نہاں خانوں میں مرتسم ہوجاتے ہیں۔ ایسا تین مرتبہ ہوتا ہے جس کے بعد یہ رؤیا تو ختم ہوگیا لیکن مَیں اس تصویر کی تلاش میں رہی۔

مَیں نے اپنے والد صاحب کو اس ولی اللہ کی شکل وصورت کے بارہ میں تفصیل سے بتا کر کہا کہ مختلف اولیاء اللہ اور صلحاء کی قبروں کے مجاوروں سے ان خدوخال کا ذکر کر کے پتہ کریں تو شاید کوئی بتا دے کہ اس ولی کی قبر کہاں ہے تا مَیں اس کی قبر پر ہی حاضری دے کر دعا کرسکوں۔ ایسا کیا گیا لیکن اس تصویر والے ولی اللہ کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ پانچ سال گزرنے کے بعد بھی اس رؤیا میں آنے والے ولی اللہ کی شکل وصورت میرے دل ودماغ میں نقش تھی۔

تصویر مل گئی

ایک دن میری طبیعت والدہ مرحومہ کی بعض یادوں کی وجہ سے غمگین تھی۔ ایسے میں مَیں ٹی وی کے آگے جا بیٹھی۔ چینل بدلتے ہوئے اتفاقاً ایم ٹی اے لگ گیا جس پر پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر لگا ہوا تھا اور اس وقت حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کے بارہ میں ایک عیسائی کے سوال کا جواب دیا جا رہا تھا۔ مَیں نے ابھی صرف دو منٹ تک ہی پروگرام دیکھا تھا کہ بجلی چلی گئی۔ چونکہ یہ چینل اتفاقاً ہی لگ گیا تھا اس لئے نہ تو مجھے اس کا نام یاد رہا اور نہ ہی فریکوئینسی، تاہم محض دو منٹ میں ہی مجھے اس پروگرام کے شرکاء کا طریقِ تکلم اور پروگرام کا سٹائل اتنا پسند آیا کہ مَیں بعد میں بھی اسے تلاش کرتی رہی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کئی ماہ گزرنے کے بعد ہمارے سیٹلائٹ ریسیور پر چائے گر گئی اور وہ خراب ہوگیا، جس کی وجہ سے مجھے نیا ریسیور خریدنا پڑا۔ نئے ریسیور میں اپنی پسند کے چینلز ڈھونڈ کر محفوظ کرنے لگی تو پہلے ہی منٹ میں مجھے ایم ٹی اے العربیہ مل گیا جس پر اس وقت مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کا عیسائی چینل ''الحیاۃ'' کے بعض مزاعم کے ردّ میں ایک پروگرام چل رہا تھا۔ مجھے ابھی تک یہ علم نہ ہوا تھا کہ واقعی یہی وہ چینل ہے جس کی مجھے تلاش ہے۔ ثابت صاحب کا یہ پروگرام ختم ہوا تو اگلا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر شروع ہوگیا جسے دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ یہی وہ میرا پسندیدہ چینل ہے جس کی مجھے کئی ماہ سے تلاش تھی۔ مَیں نے اس کی فریکوئینسی محفوظ کرلی اور اس روز صرف ایم ٹی اے ہی دیکھا۔ اس کے سارے ہی پروگرام مجھے بہت پسند آئے۔ مَیں وفورِ شوق میں ہر پروگرام کے نشرِ مکرر کی تاریخ اور وقت بھی اپنے پاس نوٹ کرنے لگی تا اس طرح زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکوں۔ اس وقت تک مجھے جماعت احمدیہ کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا بلکہ مَیں تو صرف علمی پیاس بجھانے کے لئے یہ چینل دیکھ رہی تھی۔

اس چینل کے پروگرام دیکھنے کے دوران یہ بات میرے لئے بہت حیرتناک تھی کہ ہر پروگرام کا مواد میرے کسی نہ کسی سوال کے جواب پر مشتمل ہوتا تھا۔ پہلے دن ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھنے کے بعد رات کو سوتے وقت ایک عجیب راحت اور سکون سے میرا دل معمور تھا۔ اگلے روز جلدی جلدی اٹھ کر مَیں پھر اس چینل کے پروگرامز دیکھنے کے لئے بیٹھ گئی اور مختلف موضوعات کے بارہ میں بیان کئے جانے والے مواد کے نوٹس لینے شروع کر دیئے۔ پروگراموں کے دوران بعض اوقات قصیدہ لگ جاتا اور بعض اوقات کوئی اقتباسات پیش کئے جاتے۔ لیکن چونکہ میرا دل پروگراموں کے مواد میں ہی اٹکا ہوا تھا اس لئے کسی اور طرف توجہ ہی نہ ہوئی۔ لیکن دوسرے دن پروگرام میں وقفے کے دوران اچانک ایک تصویر میری توجہ کا مرکز بنی۔ مَیں نے اسے دیکھا اور پھر اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ میرا دل بالکل ویسے ہی دھڑکنے لگا جیسے پانچ سال قبل رؤیا میں ایک تصویر دیکھ کر دھڑکنے لگا تھا۔ مَیں پہچان چکی تھی کہ یہ تصویر اسی ولی اللہ کی ہے جس کی مجھے پانچ سال سے تلاش ہے۔ اس نتیجے پر پہنچتے ہی مَیں نہایت بے اختیاری کے عالم میں بلند آواز میں کہنے لگی کہ: خدا کی قسم یہ وہی ہے! خدا کی قسم یہ وہی ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ اس نیک اور پارسا شخصیت کی تصویر کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر میرے عقیدت کے سارے جذبات لپک لپک کر آنسوؤں میں ایسے ڈھل رہے تھے جیسے اس مقدس ہستی کے چہرہ مبارک کی زیارت کے لئے میری آنکھوں کو غسل دے رہے ہوں۔ اشک آلود نگاہوں سے مَیں کبھی اس تصویر کو دیکھتی اور کبھی وفورِ شوق وعقیدت سے ٹی وی پر سے ہی اس تصویر کے بوسے لینے لگتی۔

خواب کی تعبیر اور اہل خانہ کا موقف

مَیں یہ تصویر دیکھنے کے بعد فون کر کے اپنے والد صاحب کو بتانا ہی چاہتی تھی کہ جس شخص کی تلاش میں مَیں کئی سال سے سرگرداں تھی وہ مجھے مل گیا ہے، لیکن اسی اثناء میں میری توجہ اس تصویر کے نیچے لکھے ہوئے نام اور لقب کی طرف مبذول ہوئی۔ اس کے نیچے لکھا تھا: حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود وامام مہدی۔ مجھے اس وقت ان القاب کی کوئی سمجھ نہ آئی لیکن سابقہ رؤیا کی وجہ سے مجھے حضور علیہ السلام کی صداقت میں کسی قسم کا کوئی شک پیدا نہ ہوا۔

مَیں نے والد صاحب کو فون کیا اور کہا کہ آج مَیں بہت خوش ہوں اور میرے پاس آپ کے لئے ایک خوشکن اور حیرت انگیز خبر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج مجھ پر کرم فرمایا ہے اور مجھے رؤیا والے اس ولی اللہ بزرگ کا پتہ چل گیا ہے جسے ڈھونڈنے کے لئے مَیں نے آپ سے مدد کی درخواست کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کوششِ بسیار کے باوجود مجھے تو ایسی شخصیت کا کہیں کوئی نشان نہیں ملا تھا پھر تمہیں وہ کہاں سے مل گئے ہیں اور ان کا مزار کہاں ہے؟ اس کے جواب میں مَیں نے انہیں ساری تفصیل سے آگاہ کر دیا اور ایم ٹی اے کی فریکوینسی وغیرہ بھی دے دی تا کہ وہ خود بھی دیکھ سکیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ مجھے اس چینل سے ہی معلوم ہوا کہ یہ وہی امام مہدی ہیں جس کا تمام مسلمان انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر میری تمہیں یہی نصیحت ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لو اور پہلے جملہ امور کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ نہایت خطرناک مسئلہ ہے اور آج کل بے شمار جماعتیں اس طرح کے خیالات لئے پھر رہی ہیں۔ مَیں نے جوابًا کہا کہ مَیں نے تو دیکھتے ہی اپنے دل کی آنکھوں سے اسے پہچان لیا ہے اور جب آپ اس چینل کو دیکھیں گے تو آپ کو بھی سمجھ آجائے گی کہ اس پر نشر ہونے والے جملہ پروگراموں کا مدار قرآن وسنت پر ہی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ شاید اسے دیکھنے کے بعد میری رائے اور جذبات ویسے نہ ہوں جیسے تمہارے ہیں۔

بہر حال اس کے بعد مَیں نے اپنی بیٹی کو فون کیا اور اسے کہا کہ مجھے مبارکباد دو، کیونکہ مَیں آج بہت خوش ہوں۔ پھر مَیں نے اسے بھی اس امر پر گواہ بناتے ہوئے جب اس مذکورہ رؤیا کے بارہ میں پوچھا تو اس نے بھی تائید کی کہ ہاں مَیں نے قبل ازیں آپ سے اس کے بارہ میں سنا تھا۔ پھر مَیں نے اسے بھی بتایا کہ مجھے اس شخص کے بارہ میں پتہ چل گیا ہے۔ اس کا ردّعمل نارمل تھا جس میں یہ چینل دیکھنے کی خواہش شامل تھی۔

کچھ دیر کے بعد میرا خاوند کام سے لوٹا تو مَیں نے دروازہ پر ہی ان سے کہا کہ آج مجھے میری زندگی کا سب سے بڑا سرپرائز مل گیا ہے، جس کے بارہ میں اگر مَیں آپ کو بتاؤں تو آپ بھی حیرت زدہ رہ جائیں گے۔ ان کے پوچھنے پر مَیں نے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ مَیں نے رؤیا میں ایک بزرگ کی تصویر دیکھی تھی اور اس کا ذکر اپنے والد صاحب اور دیگر افرادِ خانہ کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے فورًا کہا کہ ہاں مجھے یاد ہے۔ مَیں نے کہا کہ مجھے اس شخص کا سراغ مل گیا ہے۔ اور پھر مَیں نے اپنے خاوند کو ساری کہانی سنائی۔ پھر مَیں سارا دن ایم ٹی اے لگا کر انہیں دکھاتی رہی اور حسبِ استطاعت مختلف امور کی وضاحت کرتی رہی۔

بیعت

گو اطمینان وسکون میرے دل کی گہرائیوں تک راسخ ہو چکا تھا لیکن بعض امور کی مجھے سمجھ نہ آئی تھی۔ ایک ہفتہ تک ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھنے سے ہی میرے تمام سوالوں کا جواب مل گیا اور ہر بات واضح ہوگئی۔ اس کے بعد اگلے ماہ کا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر شروع ہوا تو اس کا موضوع دلائل صدق الإمام المهدی علیہ السلام تھا، مَیں مزید صبر نہ کر سکی اور فورًا فون اٹھا کر ایم ٹی اے سے رابطہ کیا۔ مجھے پروگرام میں بذریعہ فون شرکت کی بھی توفیق مل گئی جس میں مَیں نے اپنا مذکورہ رؤیا بھی سنایا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل قرار دیا کیونکہ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے بارہ میں کثرت سے لوگوں کو خوابوں اور رؤیائے صالحہ کے ذریعہ خبر دیتا ہے۔

پروگرام میں مجھے بتایا گیا کہ مصر سے کوئی احمدی آپ سے رابطہ کرے گا۔ اب مَیں نہایت بے صبری سے اس کا انتظار کرنے لگی حتی کہ چند روز میں ہی مصر کی بعض احمدی خواتین سے میرا رابطہ ہوگیا۔ مَیں بیعت کے لئے بہت بے چین تھی۔ تاہم ایک ماہ کی فون کالز پر رہنے والی ملاقات کے بعد مجھے احباب جماعت سے ملنے کی توفیق ملی اور پھر بیعت کا مرحلہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ خوش اسلوبی سے طے ہوگیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

اہل خانہ کا رویہ اور مخالفت

آگے بڑھنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مَیں اہل خانہ کے رویہ اور مخالفت کا بھی کسی قدر ذکر کردوں۔

جب مَیں نے اپنی بیٹی کو فون کر کے بتایا تھا کہ مجھے اپنے رؤیا کی تعبیر مل گئی ہے تو اس کا ردّعمل نہایت مثبت تھا۔ وہ بعد میں بھی میرے گھر آتی رہی اور مَیں اسے ایم ٹی اے کے پروگرام اور کئی مسائل کے بارہ میں سمجھاتی رہی حتی کہ بیعت والے دن بھی وہ میرے ساتھ گئی اور بڑے اخلاص سے مجھے بیعت کرنے پر مبارکباد بھی دی۔ تاہم ابھی تک وہ خود بیعت نہیں کرسکی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے انشراح صدر عطا فرمائے۔ آمین۔

جہاں تک میرے والد صاحب کا تعلق ہے تو انہیں جب مَیں نے پہلی مرتبہ ایم ٹی اے سے تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بتایا تو وہ میرے پاس آنے کی بجائے مولویوں کے پاس چلے گئے۔ جنہوں نے جماعت کے خلاف ان کے خوب کان بھرے۔ اس کے بعد گو وہ میرے گھر میں بھی تشریف لاتے رہے اور مَیں نے انہیں جماعت کے بارہ میں سب کچھ بتایا، ایم ٹی اے کے پروگرام بھی دکھائے لیکن وہ اس قدر مولویوں کے زیرِ اثر آ گئے ہیں کہ میری کسی بات کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مَیں ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں۔

اسی طرح میرے سسرال والوں کا موقف میرے بارہ میں نہایت سخت رہا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کی بیعت سے مَیں اسلام سے خارج ہوگئی ہوں کیونکہ 'الأزهر' نے جماعت کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔

جہاں تک میرے خاوند کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میری بیعت کے ایک سال بعد جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کی تفصیل اور باقی واقعات کا ذکر اگلی قسط میں کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر31

متی باب21

متی باب21 آیت33 تا46 میں حضرت مسیح ناصری نے کبھی اپنی تعلیم کو آخری تعلیم قرار نہیں دیا بلکہ یوحنا کی انجیل میں واقعہ صلیب سے پہلے اپنی تقاریر میں صاف صاف کہا کہ ایک دوسرے مددگار کا خدا کی طرف سے آنے کا وعدہ ہے جو ابد تک رہے گا اور اس کو روح حق کے لقب سے یاد کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔

متی کے 21 باب کی آخری آیات میں بھی حضرت مسیح نے صاف صاف ایک تمثیل کے ذریعے اپنے بعد اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کے آنے کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا مقام حضرت مسیح سے بڑا ہو گا، لکھا ہے:۔

ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایا اور اس کی چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا۔ اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا۔ اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے۔ آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں۔ اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور تاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں۔ یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے؟

اس لئے مَیں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ اور جب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اس کی تمثیلیں سنیں تو سمجھ گئے کہ ہمارے حق میں کہتا ہے۔ اور وہ اسے پکڑنے کی کوشش میں تھے لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہ اسے نبی جانتے تھے۔ (متی باب 21 آیت33 تا46)

اس تمثیل میں اگر ہم دیانتداری سے اس کو پڑھیں تو اللہ تعالیٰ کی چار تجلیات کا واضح طور پر ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا نے ایک باغ لگایا اور بنی اسرائیل کو اس کا ذمہ وار مقرر کیا مگر انہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ نبیوں اور رسولوں (یسعیاہ، یرمیاہ وغیرہ) کے ذریعہ خدا کی ایک اور طور پر تجلی کا ظہور ہوا مگر بنی اسرائیل نے ان کی بات بھی نہ مانی اور ان کو مارا پیٹا۔ پھر ایک تیسری تجلی بیٹے کے ذریعے ہوئی جو بظاہر حضرت مسیح کی تجلی تھی مگر بنی اسرائیل نے ان کو بھی قتل کر دیا۔ اب اس کے بعد ایک ایسی تجلی کے بارہ میں پیشگوئی ہے جو ان سب سے بڑی ہو گی گویا وہ خود آئے گا اور بنی اسرائیل کو سزا دے کر روحانی باغ کا ٹھیکہ ان سے لے کر ایک اور قوم کو دیدے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یسوع کی یہ پیشگوئی صاف صاف پوری ہوئی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی زبردست تجلی ہوئی اور روحانی باغ کا ٹھیکہ بنی اسرائیل سے لے کر ایک اور قوم کو دیدیا گیا۔

ذرا غور کیجئے کہ بیٹے کے قتل کے بعد آیت 40 میں تاکستان کے مالک کے آنے کا ذکر ہے۔ عیسائی مفسرین کے لئے یہ آیت بہت الجھن کا باعث بنتی ہے۔

میرے سامنے اس وقت بائبل کی چار مسیحی تفاسیر ہیں انٹرپریٹرز بائبل، پادری ڈم میلو صاحب کی تفسیر بائبل، Arthur A. Peak کی تفسیر بائبل اور Peaks Commentary on the Bible اور ان چاروں نے گویا اس چوتھی تجلی کو جس کا آیت 40 میں ذکر ہے نظر انداز کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اگر نوکروں سے مراد خدا کے نبی اور رسول ہیں، اگر بیٹے سے مراد یسوع ہیں تو خود خدا کے آنے سے مراد حضرت محمد مصطفیٰؐ کیوں نہیں؟ اگر اس سے مراد صرف رومنوں کا حملہ ہے جو 70 عیسوی میں یہود پر ہوا تو اس سے آگے جو پرانے عہدنامہ کی پیشگوئی "جن پتھروں کو معماروں نے ردّ کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا"۔ اس رومن حملہ پر کس طرح چسپاں کی جا سکتی ہے۔ اس تمثیل میں تو اس چوتھی تجلی میں ایک ایسے وجود کا ذکر ہے جو ایسا پتھر ہے کہ جو اس پر گرے گا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔

کیا یہ پیشگوئی یسوع پر صادق آتی ہے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر؟

یسوع تو خود ایک صلیب کا شکار ہو گیا تھا مگر ہمارے نبی پر بار بار بدر، اُحد، خندق، تبوک، خیبر میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا نظارہ نظر آتا ہے۔

متی باب21 کی آخری آیت اگر مسیحی حضرات توجہ سے پڑھ لیں تو جان جائیں گے کہ یسوع خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا نہیں بلکہ محض ایک نبی تھے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ از صفحہ 17:

رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2012ء

44 ڈاکٹرز خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ 12 ممالک میں ہمارے 656 ہائر سیکنڈری سکولز کام کر رہے ہیں اور ہومیو پیتھک کلینکس بھی کھل رہے ہیں۔ حضور انور نے شفا کے بعض غیر معمولی واقعات بیان فرمائے۔

∅ **انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجنیئرز** بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی کام کر رہی ہے اور ماڈل Villages بنانا، بجلی مہیا کرنا، مشن ہاؤسز کی تعمیر وغیرہ کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ ماڈل Villages میں ایک کا افتتاح ہو چکا ہے اور دوسرے کا جلد افتتاح ہو جائے گا۔ اس ذریعہ سے بھی جماعت احمدیہ کا کافی نام ان ممالک میں پھیل رہا ہے۔

∅ **نادار اور ضرورت مندوں کی امداد** بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے اور ہزاروں لاکھوں بچے اور مریض استفادہ کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے حضور انور نے بعض واقعات و تاثرات بیان فرمائے۔

∅ **نومبائعین سے رابطے** میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غانا سرفہرست ہے۔ اس سال بھی انہوں نے 29 ہزار 200 نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے اور 7 سالوں میں اب تک 9 لاکھ 25 ہزار 400 نومبائعین سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ دوسرے نمبر پر نائیجیریا ہے۔ انہوں نے 40 ہزار سے زائد رابطے کئے ہیں اور کل 6 لاکھ رابطے ہو چکے ہیں۔ یہ کل تعداد کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے۔ تیسرے نمبر پر برکینا فاسو ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے رابطے ہو رہے ہیں۔

∅ حضور نے فرمایا کہ احباب جماعت کو **بیعتوں کی تعداد** کے حوالہ سے دلچسپی ہوتی ہے۔ **اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5 لاکھ 14 ہزار 352 بیعتیں ہوئی ہیں۔ 116 ممالک سے 282 قومیں احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔** مالی میں ایک لاکھ 45 ہزار بیعتیں ہوئیں۔ 23 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ نائیجریا میں ایک لاکھ 25 ہزار 306 بیعتیں ہوئیں اور 30 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ غانا میں 37 ہزار نئی بیعتیں ہوئیں، 59 مقامات پر جماعتیں قائم ہوئیں۔ برکینا فاسو میں 25 ہزار بیعتیں اور 42 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آئیوری کوسٹ میں 7 ہزار 600 بیعتیں ہوئیں اور 29 جماعتیں قائم ہوئیں۔ سینیگال میں 7 ہزار، بینن 39 ہزار، نائیجر 23 ہزار، کیمرون 21 ہزار اور یوگنڈا، کینیا اور سیرالیون وغیرہ میں بھی بیعتیں ہوئیں۔ ہندوستان میں 25 ہزار 237 بیعتیں ہوئیں۔ جن میں جماعتی حالات اور احمدی احباب کا دینی نمونہ دیکھ کر لوگوں نے احمدیت قبول کی۔

حضور انور نے فرمایا بہت سے ایسے واقعات ہیں جن میں احمدیت کی وجہ سے پاک تبدیلیاں پیدا ہونے کے، دعا کے واقعات، مالی قربانیوں اور چندوں کی ادائیگی میں ایمان افروز واقعات اور اسی طرح بہت ساری چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت دنیا میں ترقی کر رہی ہے اور جو لوگ شامل ہو رہے ہیں وہ ایمان میں بھی بہت زیادہ ترقی کر رہے ہیں۔ حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ ارشاد پڑھ کر سنایا جس میں مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ کے دنیا میں پھیلتے چلے جانے کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں ان باتوں پر عمل کرنے والا بنائے، ان لوگوں میں شامل فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور وقت کی مناسبت سے چند مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ

پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ آج پروگرام کے مطابق شعبہ ریزرو نمبر 1 میں وکالت تبشیر کے تحت مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت اس تقریب عشائیہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں میں وزراء، ممبران پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے حکومتی محکموں میں کام کرنے والے سرکردہ احباب، مختلف ممالک کی ایمبیسیز کے نمائندگان، پیراماونٹ چیفس، ججز، سینئر وکلاء، مختلف ممالک کے نیشنل میڈیا اور پریس سے تعلق رکھنے والے نمائندگان، مختلف تنظیموں اور سوسائٹیز کے سربراہان، یونیورسٹی اور کالجز کے پرنسپلز، وائس چانسلرز، پروفیسر حضرات قادیان اور ربوہ سے آنے والے مرکزی نمائندگان، جملہ مبلغین اور جلسہ سالانہ کی انتظامیہ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمانان کرام شامل تھے۔

قریباً نو بجے اس تقریب کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی قبول احمدیت کے واقعات پر مشتمل نہایت دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ

مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب امیر جماعت راولپنڈی اور افریقن امریکن احمدی مکرم محسن محمود صاحب آف نیویارک کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 2 رنومبر 2012ء بمطابق 2 رنبوت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت بھی میں آپ کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایات پیش کروں گا جو ان کی بیعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی روایت حضرت محمد شاہ صاحبؓ کی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے پہلے واقعات میں (اس سے پہلے یہ اپنے کوئی واقعات لکھ چکے ہیں، جہاں سے یہ حوالہ لیا گیا۔ اُس سے آگے چلتا ہے) یہ لکھا تھا کہ سیّد کو دوسرے کی بیعت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ سیّد تھے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں یہی سمجھتا تھا کہ سیّد کو دوسرے کی بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک روایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہتے ہیں اور اسی لئے مَیں نے باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق پر سمجھتا تھا، بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کہتے ہیں، کچھ مدت تک مَیں اسی خیال میں پختہ رہا لیکن جب بھی کسی مجلس میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر ہوتا، اگر توصیفی رنگ میں ہوتا تو دلچسپی سے سنتا اور جس مجلس میں مخالفت ہوتی اس مجلس میں بیٹھنا ناگوار گزرتا۔ اس مجلس میں نہ بیٹھتا، اُٹھ کر چلا جاتا۔ آخر ایک روز کسی کے منہ سے بے پیر اور بے مرشد کا سن کر جو کسی اور سے کہہ رہا تھا، خیال آیا کہ بے پیر اور بے مُرشد تو ایک گالی ہے۔ اور میں خود بے پیر اور بے مرشد ہوں۔ کیا سیّد مستثنیٰ ہیں؟ خود ہی بعض گدی نشینوں کا خیال آ کر کہ بعض بڑے بزرگ گزرے ہیں اور وہ سیّد تھے۔ انہوں نے بھی بعض غیر سیّد بزرگوں کی بیعت کر کے فیض حاصل کیا۔ تو مَیں بھی اپنی جگہ فکرمند رہنے لگا۔ لیکن کم عقلی اور جہالت کی وجہ سے کسی سے دریافت نہ کیا۔ لیکن ایک مقصد دل میں رکھ کر بعض اچھے آدمیوں سے اپنے مقصد کے پورا ہو جانے کے واسطے کوئی وِرد پوچھنے اور کرنے شروع کر دیئے۔ یعنی دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ اور مقصد یہی تھا کہ مُرشد کامل اور سیّد مل جاوے (یعنی ایسا پیر ملے جو سیّد ہو) چنانچہ کافی عرصے تک چِلّوں اور وِردوں کی دھن لگی رہی اور کرتا رہا۔ قبرستانوں میں، دریاؤں میں، کنوؤں پر اور پہاڑوں پر، بزرگوں کے مزاروں پر، غرضیکہ رات خفیہ جگہوں پر جا جا کر چالیس چالیس دن چِلّے کئے۔ کچھ نہ بنا۔ آخر ایک روز مایوس ہو کر لیٹ گیا اور سو گیا۔ نیند میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ اُس نے تسلی دی کہ بیٹا تمہیں جو مُرشد ملے گا وہ سب کا مرشد ہو گا۔ اس کے ہوتے ہوئے سب پیر و مُرشد مات ہو جائیں گے۔ یہ نظارہ دیکھ کر دل کو تسلی ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ مُرشدِ کامل انشاء اللہ مل جائے گا۔ آخر 1905ء میں ایک رات مَیں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو کہ بالکل صاف اور پاکیزہ کیا گیا ہے، جیسے ایک بہت بڑا جلسہ گاہ ہو۔ نہایت صاف اور اس میں ایک سٹیج اونچی اور بادشاہوں کے لائق جس کی تعریف میرے جیسے کم علم سے نہیں ہو سکتی، تیار ہے۔ مجھ کو یہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہاں آجکل نبیوں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتماع ہے اور رسول کریم یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج اپنے پیارے بیٹے کو تخت پر بٹھانے آئیں گے۔ تو مَیں خوشی میں اچھلتا ہوں اور نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا اس میدان میں سٹیج کے عین قریب سب سے پہلے ہانپتا ہوا اور سانس پھولا ہوا پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ میدان کھچا کھچ پاک لوگوں، نورانی شکلوں سے بھر گیا کہ معاً سب کی نظریں اوپر کی طرف کو دیکھنے لگیں۔ مَیں نے بھی اوپر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہوائی جہازوں کی طرح جھولے نہایت نفیس بنے ہوئے ہیں اور ان میں کسی میں فقط ایک مرد، کسی میں ایک مرد اور ایک عورت یا دو عورتیں اور کسی میں فقط عورتیں یا فقط مرد آسمان سے نہایت آرام سے آ جاتے ہیں۔ مجھے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فلاں نبی ہے اور یہ فلاں نبی ہے۔ اور بہت سی امّہات المومنین بھی مثلاً مائی صاحبہ حوّا، مائی صاحبہ ہاجرہ و مریم اور بی بی فاطمہ و خدیجہ رضی اللہ عنہا سب تشریف لے آئیں اور سب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امّہات المومنین آ کر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اسی طرح انتظار ہونے لگا جیسے جمعہ کے روز قادیان شریف مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے کی بات کر رہے ہیں، کہ اُن کا انتظار ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہنے لگتے ہیں کہ باپ بیٹا آتے ہی ہوں گے۔ کافی دیر کے بعد ایک جھولا اترا جو کہ سب جھولوں سے زیادہ مرصّع تھا۔ (سجا ہوا تھا۔) اُس میں جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتر کر سٹیج پر دو کرسیاں ساتھ ساتھ پڑی تھیں، تشریف فرما ہوئے۔ پہلے مجھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے السلام علیکم کہا اور پہلے افتتاحی تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور فرمایا کہ میں اپنے بیٹے کو آپ سب نبیوں کے سامنے، جس کے متعلق پہلے سے آپ لوگوں کو خبریں دی جا چکی ہیں، تخت پر بٹھاتا ہوں۔ پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریر فرمائی۔ اس وقت مجھے سیّد کی حقیقت معلوم ہوئی اور حضرت صاحب کو دیکھا کہ وہی لدھیانہ کے سٹیشن والے ہی مرزا صاحب تھے۔ کہتے ہیں جب یہ پتہ لگ گیا کہ سیّد کا اصل مقام کیا ہے تو اگلے دن صبح اُٹھتے ہی بیعت کا خط لکھ دیا۔ پھر آگے لکھتے ہیں ہزاروں ہزار برکتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ان کی اولاد پر''۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 17 تا 20)

حضرت محمد علی صاحبؓ ولد گامے خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے 1903ء یا 1904ء میں جو بڑی پلیگ پڑی تھی اُس کے بعد گرمیوں کا موسم تھا اُس میں بیعت کی۔ پہلے والد صاحب نے بیعت کی تھی جو موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے جالی گاڑ رکھی ہے۔ (یعنی کہ ایک جالی لگائی ہوئی ہے) شکار کے لئے جو جال لگاتے ہیں۔ جس میں تین فاختائیں پھنس گئی ہیں۔ مولوی بوٹے خان صاحب سکنہ شکار نے اُن کی اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ آپ کے تینوں لڑکے احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم تینوں بھائی بعد میں پھر احمدی ہو گئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 190)

حضرت مولوی علی شیر صاحب زیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیعت 1906ء میں کی تھی۔ موجب یہ ہوا کہ میں مولوی محمد علی صاحب برادر مولوی جلال الدین صاحب مبلغ یو پی سے قرآن کریم پڑھا کرتا تھا۔ آپ کو مولوی جلال الدین صاحب کے ذریعے تحریک ہوئی اور انہوں نے بیعت کر لی۔ پھر مولوی علی محمد صاحب نے ہمیں تبلیغ کرنا شروع کی۔ مَیں نے استخارہ شروع کیا اور چالیس روز تک یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ کا وِرد جاری رکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ مدعی سچا ہے۔ کہتے ہیں، مختلف مدعی تھے پتہ نہ چلا کہ کس کے حق میں ہے۔ تو دوسری رات پھر کہا گیا کہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے۔ پھر کہتے ہیں تیسری رات کہا گیا کہ قادیان میں جس شخص نے دعویٰ کیا ہے، وہ سچا ہے۔ اس پر میں نے بیعت کر لی اور پھر خلافت ثانیہ پر بھی بشارت پر مَیں نے بیعت کی تھی۔ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت کے وقت جو ایک فتنہ اُٹھا تھا اُس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوئی تو انہوں نے بیعت کی)۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 219)

حضرت شیخ محمد حیات صاحب موگاؓ بیان کرتے ہیں کہ 1903ء میں حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مولوی نور محمد صاحب آف مانگٹ نے تبلیغ کی تھی۔ شیخ صاحب کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا ہوں۔ ایک چاند کی سی شکل میرے سامنے سے گزری اور مجھے ساتھ ہی یہ بتایا گیا کہ یہ قادیانی احمد ہیں۔ مگر خواب میں ہی میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اور اسی حالت میں میں جاگ اُٹھا اور مولوی نور محمد صاحب سے خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ خواب کے علاوہ جو خیال آیا وہ شیطانی ہے۔ اس پر مَیں نے بیعت کر لی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 220)

حضرت عبدالرحیمؓ بوٹ میکر و جلد ساز ولد میاں قادر بخش صاحب بیان فرماتے ہیں کہ 1906ء میں مجھے قادیان آنے کا شوق پیدا ہوا۔ ہمارے خاندان میں صرف میرے ماموں صاحب محمد اسماعیل صاحب جلد ساز (والد محمد عبداللہ صاحب جلد ساز) اور اُن کے لڑکے بھائی محمد عبداللہ صاحب جلد ساز بھی احمدی تھے۔ اُن سے زیادہ مخلص میری مامی صاحبہ تھیں، یعنی والدہ صاحبہ محمد عبداللہ صاحب۔ اُن کے ذریعے ہمارے ماموں صاحب اور بھائی محمد عبداللہ صاحب قادیان آئے، احمدی ہوئے۔ میں ماموں صاحب کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا۔ اُن کی باتیں سنا کرتا تھا۔ مثال دیا کرتے تھے کہ دیکھو تم بھی مجھے عبداللہ جیسے ہو۔ (یعنی اُسی طرح پیارے ہو۔) لو بات سنو۔ بات یہ کہتے کہ لوگ حضرت مرزا صاحب کو برا کہتے ہیں مگر پھر

بھی جماعت ترقی کرتی ہے۔ مثال کے طور پر یاد رکھنا کہ کھیت میں جس قدر گندگی اور رُوڑی ڈالی جاوے اُسی قدر زیادہ اچھی فصل سرسبز ہوتی ہے۔ یہ لوگ جتنا گند بکتے ہیں، اُسی قدر زیادہ جماعت ترقی کرتی جاتی ہے۔ سوخدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے برے لوگوں کی صحبت میں رہ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہوئے۔ ماموں صاحب اور مامی صاحبہ سے میری خاص محبت تھی۔ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ تجھے قادیان ضرور لے کر جانا ہے۔ مجھے شوق تھا۔ ایک دن فرمایا کہ ایک طرف کا کرایہ میں دوں گا، ایک طرف کا تم خرچ کرنا۔ (اُس بچے کو شوق دلایا کہ جانا تو ہے لیکن کم از کم خرچ تم نے اپنا کرنا ہے) کہتے ہیں کہ مجھے ہر جمعہ کے دن آٹھویں روز ایک پیسہ ملا کرتا تھا۔ (جیب خرچ کے طور پر ایک پیسہ ملا کرتا تھا۔ اُس زمانے میں پیسے کی بھی بڑی ویلیو تھی) کہتے ہیں مَیں وہ ایک آنہ ماہوار جمع کرتا۔ (آنے میں چار پیسے ہوا کرتے تھے۔) مجھے یاد نہیں کتنے آنے میرے پاس تھے۔ بہر حال جتنے بھی تھے میں نے اپنے ماموں کو دے دیئے اور باقی سب کرایہ ماموں صاحب نے خرچ کیا۔ (اب یہ بھی اُس بچے کو احساس دلانے کے لئے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے جانا ہے تو کچھ نہ کچھ تمہیں قربانی کرنی چاہئے اور اُس کی عادت اس طرح ڈالی۔ یہ معمولی سی رقم ہوگی، اصل رقم تو اُن کے ماموں نے ہی خرچ کی ہوگی) کہتے ہیں بہر حال 1907ء میں قادیان میں محمد عبداللہ صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ بنام فاطمہ جو میری بھی دودھ کی ہمشیرہ تھیں، اُس کو چھوڑنے کے لئے قادیان آیا۔ یہاں آ کر حقیقی مسلمان ہوا اور جماعت میں داخل ہوا۔ اللہ کریم کا شکر ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 167-168)

عبدالستار صاحبؓ ولد عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد صاحب سے سوال کیا کہ مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ ہمیں نہیں آتا، زندہ کا آتا ہے۔ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ تو ہمیں پتہ نہیں۔ یہ احمدی نہیں ہوئے تھے، والد احمدی ہو گئے تھے۔ مسیح زندہ ہے یہ مسئلہ تو ہمیں پتہ ہے، اُس کی وفات ہمیں سمجھ نہیں آتی کس طرح ہوگئی) یہ ہمیں سمجھا دیں تو میرے والد صاحب نے اپنا ایک خواب بیعت سے آٹھ دس ماہ کے بعد یہ سنایا کہ میں نے دریائے راوی کے کنارے پر دیکھا کہ دو خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ایک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور دوسرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں رسول کریم کے خیمے میں داخل ہوا اور یہ سوال کیا کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والے بزرگ کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص بہت لائق ہے۔ بہت لائق ہے۔ تین دفعہ انگلی کے اشارہ سے فرمایا۔ مکمل شہادت کو دیکھ کر یقینِ کامل ہوگیا کہ آپ یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ میں راستباز ہیں، سچے ہیں۔ ہمیں حیات وممات کے مسئلے کی ضرورت نہیں ہے۔ (باپ نے تو کہا کہ مجھے ایک خواب آ گئی۔ بڑی واضح خواب تھی اس لئے مجھے اس کا نہیں پتہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہیں یا زندہ ہیں، اس کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے یہی نظارہ کافی ہے اور مَیں نے اس لئے بیعت کر لی)۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 178)

حضرت چوہدری نظام الدین صاحبؓ ولد میاں نبی بخش صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرا واقعہ طاعون کی پیشگوئی کے موقع پر موضع شکار ماچھیاں سے مولوی رولدو صاحب کی بیوی اور پانچ چھ اور عورتیں طاعون سے مرعوب ہو کر کمال سردی اور بارش کے موقع پر بیعت کی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ (جب طاعون ہو رہا تھا تو شکار ماچھیاں سے پانچ چھ عورتیں باوجود اس کے کہ سردی بہت تھی اور بارش ہو رہی تھی، طاعون کے خوف سے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ بیعت کر کے ہی جان بچائی جاسکتی ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بارش میں بھیگتی ہوئیں حاضر ہوئیں) حضرت صاحب نے اُن کی حالتِ تکلیف سفر اور سردی وغیرہ دیکھ کر نہایت شفقت اور مہربانی سے عذرات مناسب فرمائے اور بھیگے کپڑے اتروا کر نئے کپڑے پہنوا دیئے، یعنی اُن کے کپڑوں کا انتظام کر دیا اور سردی دور کرنے کے لئے آگ سلگوا دی۔ جب آسودہ حال ہوئیں تو عرض کی حضور خاکساروں کی بیعت قبول فرمائی جائے۔ حضور نے مہربانی اور عنایت سے عرض منظور فرما کر بیعت کے زمرہ میں داخل فرما لیا۔ مولوی صاحب مذکور کی بیوی نے پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ''السلام علیکم'' پیش کیا۔ (مولوی صاحب کی جو بیوی تھی اُن میں سے کچھ پڑھی لکھی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیعت کرنے کے بعد حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد آتا ہے کہ میرے مسیح کو پیغام پہنچاؤ، وہ پیش کیا) تو حضور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ پیغام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آج تک کسی نے نہیں ادا کیا۔ لوگ آتے ہیں، بیعت کرتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پھر بایعانِ مذکورہ نے عرض کی کہ حضور کا پس خوردہ بوجہ تبرک ہمیں ملنا چاہئے جو تبرک ملا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 232-233)

چوہدری حاجی ایاز خان صاحب جو ہنگری وغیرہ کے مبلغ بھی رہے ہیں۔ وہ اپنے والد صاحب حضرت چوہدری کرم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اُن کو جو بتایا، بیٹے نے اُس کی آگے روایت کی ہے۔ حضرت چوہدری کرم دین صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ جب حضرت صاحب کے جہلم آنے کے متعلق افواہ تھی اُس وقت تمہاری والدہ حسین بی بی کو خواب میں اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جو جہلم آنے والا ہے اور لوگ اُس کی مخالفت کرتے ہیں، وہ سچا ہے۔ چنانچہ صبح کو تمہاری والدہ نے مجھے کہا کہ یہ بڑی خوش قسمتی ہوگی اگر تم اس پاک مرد یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرو اور بیعت کرو۔ چنانچہ جس دن حضرت صاحب جہلم پہنچے، اُس دن کھاریاں اور دوسرے سٹیشنوں پر اس قدر ہجوم ایک دن پہلے سے جمع ہو رہا تھا کہ حضور کو دیکھنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے مقدمے کی تاریخ کے دن، (یہ حاجی ایاز خان صاحب کے والد ان کو کہہ رہے تھے کہ مقدمے کی تاریخ کے دن) تمہاری والدہ نے سحری کے وقت مجھے تازہ روٹی پکا کر دی اور میں کھا کر پیدل جہلم چلا گیا اور کچہری کے احاطے میں مشکل سے پہنچا کیونکہ لوگ کئی کئی حیلے کر کے حضرت صاحب کی شکل مبارک دیکھنے کے لئے ترس رہے تھے۔ ڈپٹی صاحب کی کوٹھی کے پرے بہت خوبصورت داڑھیوں والے مولوی لوگ وعظ کرتے تھے اور کہہ رہے تھے، (یعنی کچھ احمدی لوگ تھے پنجابی میں کہہ رہے تھے کہ) ''او خلقتے خدا دی اے، اوہ سچا مہدی، اوہ سچا مسیح، اوہ بڑیاں اُڈیکاں والا مسیح، اوہ آ گیا اے، من لو تے ویلا جے'' یعنی اے مخلوق خدا! وہ سچا مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کی مدتوں سے انتظار تھی، وہ آ گیا ہے۔ اب وقت ہے اُس پر ایمان لے آؤ۔ ہمارے کھاریاں کے احمدی کچھ دن پہلے جہلم چلے گئے ہوئے تھے کیونکہ وہاں لنگر اور پہرے کا انتظام کرنا تھا۔ حضرت صاحب جب ڈپٹی کی کچہری میں داخل ہوئے تو ایک دو منٹ بعد ہی کمرے سے باہر آ گئے اور دھوم مچ گئی کہ آپ بَری ہو گئے ہیں اور بگھی میں بیٹھ کر سٹیشن کی طرف چلے گئے۔ مَیں حیران تھا کہ حضور تک کس طرح رسائی ہو اور بیعت کس طرح کروں۔ چنانچہ معلوم نہیں حضور شہر کی جانب سے ہو کر سٹیشن گئے یا دوسرے راستے کی سڑک سے، لیکن میں دوڑ کر سیدھا سٹیشن پہنچا۔ حضور گاڑی میں بیٹھ گئے اور پولیس نے سب آدمیوں کو سٹیشن کے باہر کر دیا۔ جنگلے کے پار جدھر دیکھو، جہاں تک نظر جاتی تھی، آدم ہی آدم نظر آتا تھا۔ جب پولیس نے ہمیں پلیٹ فارم سے باہر نکالنا چاہا تو میری نظر ایک کانٹے والے یعنی ریلوے پوائنٹس مَین پر جا پڑی۔ ریلوے کا ملازم تھا، اُس کا نام عبداللہ تھا اور وہ موضع بوڑے جنگل میں رہنے والا تھا اور کبڈی اور کشتی لڑنے میں مشہور تھا۔ میرا واقف تھا۔ اُس کو مَیں نے کہا کہ کوئی صورت کرو کہ اب پولیس مجھے باہر نہ نکالے۔ میں نے قریب ہو کر مرزا صاحب کی زیارت کرنی ہے۔ چنانچہ عبداللہ کانٹے والے نے میرے ہاتھ میں ایک ریلوے جھنڈی دے دی۔ ایک اُس کے ہاتھ میں تھی اور ایک دوسری میرے ہاتھ میں اور ہم دونوں اس طرح ٹہلنے لگے جیسے کہ مَیں بھی ریلوے ملازم ہوں۔ اب صرف چند آدمی تھے اور باقی مخلوق جنگلے کے باہر۔ مَیں نے جھنڈی وہیں پھینکی اور جس ڈبے میں حضرت صاحب تھے اُس کی طرف بڑھا۔ حضرت صاحب نے جیب سے گھڑی نکالی اور فرمایا، ابھی تو دس منٹ باقی ہیں۔ آواز دو جس نے بیعت کرنی ہے کر لو۔ بیعت کا لفظ حضور کے منہ میں تھا کہ کھڑکی کے سامنے پائیدان پر موجود اور آگے بڑھا۔ ایک مولوی صاحب نے باہر نکل کر بیعت کے لئے لوگوں کو آواز دی اور ابھی آواز کے لئے باہر نکلے تھے کہ میں نے ذرا اور آگے سر جھکایا تو حضرت صاحب نے میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا۔ بیعت کرنی ہے؟ مَیں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ جی صاحب میرے۔ چنانچہ حضور نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا اور کلمہ شہادت پڑھایا اور کئی باتیں جیسے شرک نہیں کروں گا اور سچ بولوں گا وغیرہ جواب مجھ یاد نہیں ...... مگر جب حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُدھر سے ایک مولوی صاحب کی آواز بیعت کے لئے نکلی تو جو لوگ سٹیشن کے برآمدے میں تھے یا جنگلے کے باہر، وہ سب ٹوٹ پڑے اور جنگلہ پھلانگ کے ایک آن میں پلیٹ فارم پُر کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھ لو۔ (یعنی ان کا ہاتھ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ باقی جو بیعت کرنے والے ہیں اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ لیں۔) مگر یہ تو پہلے چار پانچ آدمیوں نے ہی میری کہنی اور بازو پر ہاتھ رکھے تھے اور اب تو ہجوم تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ لو اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ اس طرح ایک دوسرے کے کندھوں اور بازوؤں پر۔ پس میرا ہاتھ حضرت صاحب کے ہاتھ میں تھا اور باقی نامعلوم کہاں تک پیچھے کو کندھوں پر ہاتھ رکھنے کا سلسلہ تھا۔ حضرت صاحب نے میرا ہاتھ خوب مضبوط پکڑا ہوا تھا اور آنکھیں قریباً بند تھیں۔ حضور کی پگڑی برف کی طرح سفید تھی اور پگڑی کے نیچے کلاہ نہیں تھا بلکہ رومی ٹوپی کی طرح کچھ تھا اور پُھندنا بھی سیاہ رنگ کا پگڑی سے اوپر کو نکل کر لٹک رہا تھا جو بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ جب بیعت لے چکے تو حضور نے گھڑی نکال کر دیکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک منٹ باقی ہے۔ دوستوں کو گاڑی سے علیحدہ کرنا چاہئے۔ کوئی حادثہ نہ ہو۔ (یہ حضرت اقدس کے اصل الفاظ نہیں مگر مفہوم یہی تھا۔) چنانچہ لوگ تھوڑے سے گاڑی سے ہٹ گئے لیکن میں نے دروازے کا ڈنڈا پکڑے رکھا اور گاڑی نہایت آہستہ سے حرکت میں آئی اور مَیں نے حسرت بھری نگاہوں سے حضور کو دیکھا تو حضور نے ذرا آگے جھک کر میری پشت پر تھپکی دی اور فرمایا: اچھا خدا نگہبان۔ چنانچہ حضور کے اتنا فرمانے پر میں پائیدان سے نیچے اتر آیا۔ اور بس کیا سناؤں۔ عجب ہی رنگ اور عجب ہی سماں تھا۔ اس قدر مخلوق قیامت کو ہی نظر آئے تو آئے ورنہ کیا درخت اور کیا زمین، مخلوق سے لدے ہوئے تھے۔ فقط بیعت کے وقت والد صاحب کی عمر 52 سال تھی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 2 صفحہ 80-83)

حضرت مولا داد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ 1880ء سے پہلے کا واقعہ ہے جب میری عمر دس گیارہ سال کی ہوگی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا گروہ آدمیوں کا کمربستہ ہے اور ایک شخص اُن کے آگے آگے ہے وہ بھی کمربستہ جا رہا ہے۔ سر سے اور گلے سے سب برہنہ معلوم ہوتے ہیں۔ کمروں میں پٹکے بندھے ہوئے ہیں۔ سب سے اگلا جو ہے وہ پیشرو معلوم ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ''ہفت زمین ہفت آسمان از خویش پیدا می کنم'' اور پیچھے والے سب یک زبان ہوتے ہیں ''از خویش پیدا می کنم، از خویش پیدا می کنم'' اسی طرح کہتے جاتے ہیں اور جھومتے جاتے ہیں۔ ایک پختہ چار دیواری میں جا داخل ہوتے ہیں۔ یعنی سات

زمین اور سات آسمان مَیں ہی پیدا کرنے والا ہوں، مَیں نے خود ہی پیدا کیا ہے یا پیدا کروں گا۔ بہرحال یہ بھی نئی زمین اور نیا آسمان پیدا ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ بہرحال ان کو خواب میں یہ دکھایا گیا۔

پھر اگلی روایت کرتے ہیں کہ 1906ء کو میرے بڑے بھائی عبدالحکیم تپ سے بیمار تھے۔ (بخار سے بیمار ہو گئے۔) اُن کا علاج ایک طبیب مولوی جو سلسلے کا سخت مخالف تھا، کر رہا تھا اور اُس کا بڑا بھائی شمس الدین احمدی تھا۔ وہ گاؤں موضع دودہ علاقہ سکر شکر میں ہے۔ اس طبیب مولوی نے حضرت اقدس کی شان میں نا ملائم الفاظ استعمال کئے۔ (یعنی اچھے الفاظ استعمال نہ کئے) مَیں تو موجود نہ تھا۔ لیکن بھائی جو بیمار تھا انہوں نے اپنے حکیم کو روکا۔ کہتے ہیں جب مَیں باہر سے آیا تو وہ مولوی چلا گیا تھا۔ بھائی صاحب نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا کہ مَیں اس طبیب سے علاج نہیں کراتا۔ اس نے حضرت صاحب کی شان میں گستاخی کی ہے۔ غرض وہ مولوی راستہ میں ہی طاعون کا شکار ہو گیا۔ پھر میں بھائی صاحب کو اپنے ساتھ بہاولنگر لے گیا وہاں دو اسسٹنٹ سرجن علاج کرتے رہے مگر آخر انہوں نے جواب دے دیا کہ اب یہ بچ نہیں سکتے۔ علاج ترک کر دو اور پیسہ خراب نہ کرو۔ (شدت سے طاعون پھیلا ہوا تھا، وہ مولوی جو بدزبانی کر رہا تھا، وہ تو رستے میں طاعون کا شکار ہو کے ختم ہو گیا لیکن بھائی جو ان کا علاج کروا رہے تھے، اُن کی بیماری جو ہے وہ بڑھتی چلی گئی۔ بہاولپور جب لے کر گئے ہیں وہاں بھی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا)۔ کہتے ہیں تب مَیں نے ایک سال کے بعد حضرت اقدس کے حضور خط لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً تحریر فرمایا کہ ’’فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ تم بھی دعا کرو انشاء اللہ صحت ہو جائے گی‘‘۔ اس خط کے دوسرے دن مَیں نے دیکھا کہ بھائی کا بخار جاتا رہا۔ مَیں نے کہا اب آپ کو بخار نہیں ہے۔ مَیں نے اُٹھا کر بٹھایا اور خود سہارا لے کر بیٹھ گیا تو بھائی صاحب نے کہا کہ میرا سینہ جو جلتا تھا اب سرد ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے حضرت اقدس کے حضور لکھا تھا۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا ہے کہ ہم دعا کریں گے۔ خدا تعالیٰ شفا دے گا۔ تب سن کر پنجابی میں کہنے لگا کہ ’’او ہو ہن مَیں نئیں مردا۔ مسیح نے مردہ زندہ کیتا اے‘‘۔ اس کے بعد وہ احمدی ہو گئے۔ یعنی بیعت کر لی اور پھر پوری صحت ہو گئی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 2 صفحہ 85-84) اس سے پہلے احمدی نہیں تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بات سننا پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضور مسجد میں تشریف لائے اور میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی تو میں نے حضور کو پہچان لیا اور فوراً بجلی کی طرح میرے دل میں ایک لہر پیدا ہوئی کہ یہ وہ مبارک وجود ہے جس کو میں نے ایام طالب علمی یعنی ستمبر 1882ء کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب نے اُس دن وہ لباس پہنا ہوا تھا جس لباس میں وہ مجھے خواب میں ملے تھے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 5 صفحہ 42)

حضرت مولوی امام الدین صاحب فیضؓ ولد مولانا بدرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی پوری ہدایت رؤیائے صادقہ سے ہوئی جو استخارہ مسنونہ کئی بار کرنے کے بعد مجھے آئی۔ جب میں پہلی دفعہ بٹالہ والے پیر صاحب کی اجازت لے کر صرف قادیان دیکھنے کے واسطے آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے وقت پوچھا کہ وحی تو خاصہ انبیاء کا ہے۔ آپ یہ دعویٰ کیسے کرتے ہیں۔ فرمایا کہ وحی تو شہد کی مکھی کو بھی ہوتا ہے اور سید عبدالقادر اور حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی نے بھی فرمایا ہے کہ وحی والہام مکاشفات الٰہیہ اولیاء اللہ کو بھی ہوتا ہے۔ مَیں نے عرض کی کہ مَیں بحث کرنے نہیں آیا۔ مجھے تو صوفیائے کرام کی طرح سچی خواب یا الہام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آپ کی صداقت کا یقین آئے گا۔ (یعنی بحث تو مَیں نے نہیں کرنی۔ کوئی سچی خواب آئے یا الہام ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو مجھے یقین آئے گا۔ اس لئے آیا ہوں۔ یہ آپ مجھے کر کے دکھائیں)۔ آپ نے فرمایا کہ آپ استخارہ کریں۔ مَیں نے کہا کونسا استخارہ؟ فرمایا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری صداقت اللہ تعالیٰ سے پوچھو۔ عرض کی کہ کس طرح؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ استخارہ کر کے۔ یہ دو باتیں تھیں جن سے مجھے یقین ہوا کہ یہ شخص مکّار نہیں ہے۔ خیر چار ماہ بعد استخارہ مسنونہ (چار ماہ یہ استخارہ کیا اور اس مسنونہ استخارہ کے بعد کہتے ہیں میں نے) یہ رؤیا دیکھا کہ میں ایک مسجد میں آیا ہوں جو مسجد مبارک کی طرح ہے۔ حضرت صاحب صبح کی نماز پڑھ کر دالان میں نہایت مبارک نورانی صورت سے آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کی کہ میں آپ کے دعویٰ کی صداقت کا طالب ہوں۔ (یعنی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس طرح آپ کا دعویٰ سچا ہے؟) کہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے یہ بڑی اونچی آواز آئی۔ ’’جس آونا سی اوتے آ گیا‘‘ پنجابی میں۔ کہتے ہیں یہ آواز میرے دل کے اندر داخل ہو گئی اور یقین کامل ہو گیا کہ جس نے آنا تھا، یعنی مسیح موعود، مہدی موعود یہی حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ اثناء استخارہ (یعنی استخارہ کے دوران) مَیں نے بہت دعائیں عجز و نیاز سے کیں۔ ایسے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ! اگر مجھے صاف پتہ نہ لگا تو قیامت کے دن اگر مجھ سے باز پرس ہوئی تو یہی کہوں گا کہ مَیں نے دنیا میں نہایت عجز سے دعا کی تھی کہ عیسیٰ مہدی یہی ہے تو یا اللہ! مجھے بتا دیا جائے۔ آپ نے کیوں نہ بتایا؟ پھر میں نے خط و کتابت حضرت صاحب سے شروع کر دی۔ جواب میں اکثر نماز بحضور دل پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ (یعنی بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھا کرو۔ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی تاکید فرماتے تھے۔) اور کوئی اعتراض جو مخالفین کرتے تھے اُس کا جواب مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مَیں نے عرض کی کہ مَیں نے بیعت تو پہلے حضرت خواجہ شمس الدین سیال شریف مرحوم والے کی چشتیہ طریق پر کی ہوئی ہے۔ اور پھر میرے پیر صحبت اُن کے مرید مجاز خلیفہ سید حیدر شاہ صاحب مرحوم اور طریقہ قادریہ میں پیر ظہور حسین صاحب مرحوم بٹالہ ہیں۔ کیا اب بیعت کی کوئی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ اَور بیعت ہے۔ ضروری یہی بیعت ہے جو اَب کرو گے۔ اس پر مَیں نے بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کی‘‘۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 6 صفحہ 27-25)

یہ تھیں چند روایات جو مَیں نے بیان کیں۔

اس وقت مَیں چند مرحومین کا بھی ذکر کروں گا۔ جن میں سے ایک مکرم محترم فضل الرحمٰن خان صاحب ہیں جو امیر ضلع راولپنڈی تھے۔ ان کی 29؍اکتوبر 2012ء کو مختصر علالت کے بعد تراسی (83) سال کی عمر میں وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ ان دنوں میں یہیں تھے۔ جلسے پر آئے تھے۔ اُس کے بعد پھر ان کو میں نے کہا کچھ دیر رُک جائیں۔ بیماری تو ان کی کافی لمبا عرصہ سے چل رہی تھی لیکن ماشاء اللہ ذہن بالکل اَلرٹ (Alert) تھا اور بڑی ہمت سے انہوں نے امارت کی ذمہ داریاں سنبھالی ہیں۔ یہ مکرم مولوی عبدالغفور صاحب کے بیٹے تھے جنہوں نے خلافتِ ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ لیکن مکرم فضل الرحمٰن صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے پارہ چنار سے حاصل کی۔ مڈل اور میٹرک کے امتحانات بھی اعزاز کے ساتھ پاس کئے۔ پھر 1948ء میں اسلامیہ کالج پشاور میں داخلہ لیا۔ 51-50ء میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد پنجاب کالج آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں داخلہ لیا اور 54-1953ء میں بی ایس سی مکینیکل انجنیئرنگ اور سول انجنیئرنگ کے امتحان پاس کئے۔ مختلف سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں یہ اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ انجنیئرنگ کالج میں تحصیل علم کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کا پریذیڈنٹ مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غیر احمدی سٹوڈنٹس کے ساتھ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ایک میٹنگ ارینج (Arrange) کی اور جب آ کے اطلاع کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مَیں تو بڑا مصروف ہوں لیکن انہوں نے بتایا کہ ہم تو اطلاع کر چکے ہیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے مَیں لاہور آؤں گا اور ان کو کہا کہ انتظام کرو اور انہوں نے انتظام کیا۔ امیر جماعت لاہور کو بعد میں پتہ لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ بہرحال یہ اُس زمانے سے جماعت کے کاموں میں انوالو (Involve) تھے۔ ملازمت کے سلسلے میں حیدر آباد رہے۔ وہاں کے قیام کے دوران اور خلیفۃ المسیح الثالث کے دور میں خدام الاحمدیہ میں انہوں نے قائد علاقہ خدام الاحمدیہ، پھر قاضی ضلع حیدر آباد کے طور پر بھی خدمت کی۔ اس کے علاوہ صدر حلقہ بھی رہے۔ سیکرٹری اصلاح وارشاد، نائب امیر ضلع اور 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو بطور امیر شہر اور ضلع راولپنڈی مقرر فرمایا۔ خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ عشق تھا۔ ہر محفل میں آپ کی گفتگو کا محور جماعتی واقعات، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے واقعات اور خلفائے احمدیت ہوتے تھے۔ ہمیشہ خلافت کی اطاعت اور خلیفہ وقت سے مضبوط تعلق کی تاکید اپنی اولاد کو کرتے رہے۔ انتہائی دعا گو انسان تھے۔ بچے کہتے ہیں کہ روزانہ صبح گھر سے نکلنے سے پہلے سب کو بٹھا کر دعا کروایا کرتے تھے اور انہوں نے شروع سے ہی یہ طریق رکھا ہوا تھا۔ پچھلے چند دنوں میں جب یہ ہسپتال میں رہے ہیں تو وہاں بھی غنودگی کی حالت سے جب باہر آتے تھے تو پھر بچوں کو یہی کہتے تھے کہ اب ہاتھ اُٹھا کے دعا کر لو۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ بیٹے سارے ملک سے باہر ہی ہیں اور بیٹیاں بھی باہر ہیں۔ ان کی بڑی ہمشیرہ وفات پا گئی تھیں تو ان کے بچے چھوٹے تھے۔ ان کی پرورش انہوں نے کی۔ بلکہ ان کی بچیوں میں سے ایک بچی کو دو دفعہ بڑا صدمہ ہوا تو اس کا بڑا خیال رکھا۔ ان کی جو بھانجی تھی اس کی شادی انہوں نے نوابشاہ یا سانگھڑ میں کی۔ وہاں ان کی بھانجی کے جو خاوند تھے اُن کو شہید کر دیا گیا۔ پھر دوسری شادی اُن کے بھائی پیر حبیب صاحب کے ساتھ کی تو اُن کو بھی کچھ عرصے کے بعد شہید کر دیا گیا۔ اس طرح ان کی بھانجی کو دو دفعہ بیوگی کو دیکھنا پڑا اور دونوں دفعہ شہداء کی بیوہ بنی ہیں۔

ان کے متعلق قائمقام امیر راولپنڈی مبارک احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت کا ہر رکن خواہ وہ چھوٹا ہے یا بڑا، مرد ہے یا عورت، آپ کی شفقت بے پایاں سے ذاتی طور پر فیضیاب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ انہی خداداد صلاحیتوں کا نتیجہ تھا کہ آپ کے دورِ امارت میں جو نومبر 1998ء سے شروع ہوا، جماعت راولپنڈی نے اموال و نفوس کے لحاظ سے ہر شعبے میں نمایاں ترقی کی اور راولپنڈی کا شمار ملک کی جو اچھی جماعتیں ہیں، اُن میں ہونے لگا۔ مجموعی طور پر آپ کی جماعتی خدمات کا عرصہ نصف صدی یا پچاس سال کے عرصے میں پھیلا ہوا ہے جو خلافت ثانیہ سے شروع ہوتا ہے۔ متعدد مرکزی کمیٹیوں کے ممبر رہے۔ آپ کے دورِ امارت میں تاریخ احمدیت راولپنڈی کی تدوین اور اشاعت کا کام ہوا۔ اس کے لئے آپ کو بڑھاپے اور مختلف عوارض کے باوجود کئی کئی روز مسلسل گھنٹوں بیٹھنا پڑا اور اس تاریخی دستاویز کو ایک ایک کر کے لفظ بہ لفظ پڑھا، سنا اور پھر اس کے منظوری دی۔ اسی طرح صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ راولپنڈی کو ایک دیدہ زیب اور منفرد خلافت جوبلی سووینئر شائع کرنے کی توفیق ملی۔ اس کا تمام تر سہرا بھی آپ کے سر ہے کیونکہ آپ نے اس اہم کام میں ذاتی دلچسپی لی اور مضمون

نگار حضرات کو اور خواتین کو ذاتی طور پر فون کر کے مضامین لکھوائے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا 1998ء میں خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو جماعت راولپنڈی کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ اس سے قبل آپ کو تقریباً ساڑھے چار سال تک نائب امیر کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ امارت کی یہ تبدیلی بھی بوجوہ ہوئی تھی تو اُس وقت مَیں ناظر اعلیٰ ہوتا تھا اور اُس زمانے میں یہ میرے علم میں تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ انہوں نے قائد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے کام کیا ہے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صدر خدام الاحمدیہ ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے لکھا کہ امیر ضلع کے لئے، امیر پنڈی شہر کے لئے کوئی نام تجویز کرو۔ زیادہ نام تو اس وقت میرے سامنے نہیں تھے تو مَیں نے انہی کا ایک نام بھیجا تھا جس کو فوری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منظور فرمایا اور فرمایا کہ ہاں ان کو میں جانتا ہوں، یہ انتظامی لحاظ سے بھی بڑے اچھے کام کرنے والے ہیں اور ویسے بھی اخلاص و وفا کے لحاظ سے بڑے اچھے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ کام سنبھالیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے پھر خوب کام سنبھالا۔ زندگی کے آخری دن تک مفوضہ ذمہ داریوں کو انتہائی احسن رنگ میں نبھایا ہے اور خلافت کے فدائی اور جان نثار وجود تھے اور اشاروں پر چلنا جانتے تھے۔ اس کو ایک سعادت سمجھتے تھے اور صرف جماعتی کاموں میں نہیں بلکہ میں نے ذاتی معاملات میں بھی دیکھا ہے۔ جلسے پر جب یہاں آئے ہیں تو مَیں نے ان کو کہا کہ کچھ عرصہ یہاں رہ جائیں لیکن ان کی اہلیہ کے چہرے کے تأثرات سے مجھے لگا کہ یہ یہاں رہنا نہیں چاہتیں لیکن انہوں نے بڑی بشاشت سے کہا کہ جب تک آپ کہیں انشاء اللہ ہم رہیں گے اور شاید یہیں ان کی وفات ہونی تھی اور جنازہ پڑھانا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا۔ ابھی ان کا جنازہ بھی انشاء اللہ میں پڑھاؤں گا۔

ڈاکٹر نوری صاحب سے ان کا بڑا تعلق تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کا میرے ساتھ تعلق مختلف حیثیتوں سے تھا۔ قریبی دوست بھی تھے اور ڈاکٹر کی حیثیت سے ان کے ڈاکٹر بھی تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے ان کے نائب امیر کے طور پر بھی ان کے ساتھ کام کیا۔ کہتے ہیں ہر لحاظ سے میں نے ان کو دیکھا ہے۔ یہ فضل الرحمٰن صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ خدا تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے، ہر قسم کے حالات میں ہمیشہ اُسی پر توکل رکھنے والے، خلافت سے آپ کا کامل وفا، پیار اور اطاعت کا تعلق تھا۔ جب بھی خلیفہ وقت کا ذکر ہوتا تو آپ کی آواز بھرّا جاتی اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف جماعت کی خدمت تھا۔ ان کو بہت سی بیماریاں لاحق تھیں اور ویل چیئر استعمال کرتے تھے لیکن اس کے باوجود دینی خدمات کے لئے بہت محنت کیا کرتے تھے۔ آخری دو تین سال تو ویل چیئر پر تھے۔ کبھی شکوہ نہ کرتے تھے اور کبھی ماتھے پر بل نہ لاتے تھے۔ غریبوں، ضرورتمندوں، یتیموں، بیواؤں اور مستحق طلباء کا بہت خیال رکھتے تھے۔ عزیز رشتہ داروں، مختلف پریشان حال اور مالی بحران سے متاثرہ خاندانوں کی مدد اور رہنمائی کیا کرتے تھے۔

قائد خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی لکھتے ہیں کہ محترم امیر صاحب ایک منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ آپ انتہائی ملنسار، غریب پرور، ہمیشہ راضی بقضاء رہنے والے، خلافت سے دلی محبت رکھنے والے، صابر و شاکر بزرگ انسان تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی حقیقی تصویر تھے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کو محترم امیر صاحب کے بہت قریب رہنے کا موقع ملا۔ ان کی شفقت اور محبت ایک باپ سے بڑھ کر تھی۔ (اور یہ رویہ ہے جو ہر جگہ ہر امیر اور ہر صدر کا خدام الاحمدیہ کے نظام کے ساتھ اور باقی نظاموں کے ساتھ بھی ہونا چاہئے۔ اور ہر قائد کا نوجوانوں کے ساتھ بھی، قائدین اور صدران کو یہی رویہ رکھنا چاہئے)۔ یہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کو بھی جس حد تک ہوسکا ایک بیٹے کی طرح اُن کے زیر سایہ جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ سب جو ان کی خوبیاں بیان ہو رہی ہیں، ان میں مَیں نے دیکھا ہے کہیں بھی کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ شاید کوئی کمی رہ گئی ہو۔ قائد صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب کو قیادت اور امارت کی قائدانہ صلاحیتوں سے بھی خوب نوازا تھا۔ آپ کو ہر عہدیدار اور کارکن سے اُس کی اہلیت اور قابلیت اور طاقت کے مطابق کام لینے کا سلیقہ اور ڈھنگ آتا ہے اور ہر عہدے دار بلکہ جماعت کا ہر فرد آپ کے ہر حکم اور ارشاد کی تعمیل بجالا کر خوشی محسوس کرتا اور اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتا تھا۔ خدام الاحمدیہ سے ان کی شفقت بھی ایک باپ سے بڑھ کر تھی۔ خاکسار کو یہ کہنے میں کوئی وہم نہیں کہ خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے جو پچھلے دس سالوں میں غیر معمولی ترقی اور مضبوطی حاصل کی ہے اس میں محترم امیر صاحب کا سب سے بڑا حصہ ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ احباب جماعت سے محبت اور ان کی تکلیف کا بہت زیادہ خیال فرماتے تھے۔ 28/مئی کے بعد امیر صاحب نے خدام الاحمدیہ راولپنڈی کے ذمہ کافی کام لگائے جن میں کنسٹرکشن اور سکیورٹی کے کام بھی شامل تھے۔ ان امور میں بہت زیادہ اخراجات بھی ہوئے لیکن کبھی امیر صاحب نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ ایک موقع پر راولپنڈی کے ایک احمدی عہدیدار نے ان خدشات کا اظہار کیا کہ امیر صاحب روپیہ بہت خرچ ہو رہا ہے جس پر امیر صاحب نے کہا کہ ایک احمدی کی جان کے مقابل پر لاکھوں روپیہ بھی کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اگر کسی احمدی کی جان چلی جائے تو ہم خلیفۂ وقت کو کیا جواب دیں گے کہ چند لاکھ روپے کی خاطر ہم نے یہ انتظام نہیں کیا تھا۔ راولپنڈی شہر کے حالات کی خرابی کے بعد جب حلقہ جات میں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع ہوگئی (وہاں مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کی اجازت نہیں ہے تو مختلف حلقوں میں جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ پنڈی شہر میں بھی کافی ٹینشن ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ اُن کے لئے بھی دعا کریں کہ وہاں بھی حالات ٹھیک ہوں۔) پھر کہتے ہیں اس بات کا ان کو بہت شدت کے ساتھ احساس تھا کہ جماعت کے ساتھ رابطہ نہیں ہو رہا۔ جماعت ایک جگہ جمع ہو جاتی ہے تو امیر جماعت کو بہر حال ہدایات دینے اور اُن کی رہنمائی کرنے، اور اُن کی باتیں سننے سمجھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن وہاں تو دفتر تک میں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی، ہر چیز سیل (Seale) کر دی گئی تھی۔ کہتے ہیں خاکسار کو ہدایت تھی کہ کسی نہ کسی حلقے میں بندوبست کروائیں اور اُنہیں جمعہ کے لئے لے کر جائیں۔ امیر صاحب نے قائد صاحب کو کہا ہوا تھا کہ کیونکہ اب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اس لئے فضل الرحمٰن صاحب بطور امیر مختلف جگہوں پر جایا کریں گے تاکہ لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم رہے۔ کہتے ہیں لیکن مَیں کوشش کرتا تھا کہ ایسی جگہ نہ لے کر جاؤں جہاں سیڑھیاں چڑھنی پڑھیں کیونکہ اُن کو گھٹنوں کی تکلیف تھی۔ ایک بار انہوں نے خود ہی کہا کہ بیت الحمد مری روڈ کا پروگرام بنائیں۔ اس پر قائد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ امیر صاحب وہاں تو بہت سیڑھیاں ہیں اور آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔ لیکن امیر صاحب نے کہا کہ نہیں، کچھ نہیں ہوتا، دوستوں سے ملے بہت وقت ہو گیا ہے۔ پھر مرکزی عہدیداروں کا بھی بڑا احترام تھا۔ یہ بھی امراء کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مرکزی عہدیداروں کو عزت و احترام دیں۔ گو اُن کا مطالبہ کوئی نہیں اور نہ کسی مرکزی عہدیدار کے دل میں خیال آنا چاہئے کہ مجھے عزت و احترام ملے۔ لیکن جماعتوں کا، افراد کا، جماعتی عہدیداروں کا، امراء وغیرہ کا کام ہے کہ اس بات کا خیال رکھا کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ صدر صاحب خدام الاحمدیہ پنڈی آئے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا کہ مَیں نے ملاقات کرنی ہے۔ صدر صاحب نے کہا کہ مَیں آ جاؤں گا مجھے وقت بتا دیں۔ تو انہوں نے کہا نہیں، آپ نہیں آئیں گے۔ آپ وہیں رہیں جہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، مَیں آپ کو ملنے کے لئے خود آؤں گا۔

پھر جب یہاں آئے ہیں تو پنڈی جماعت کی بڑی فکر تھی۔ مستقل رابطہ قائد صاحب سے رکھا ہوا تھا اور اُن کی رہنمائی کرتے رہتے تھے۔ تحریک جدید کے بارے میں کہتے ہیں کہ مجھ سے پوچھا۔ سال ختم ہو رہا ہے کیسی پوزیشن ہے؟ اُن کی تو وفات ہوگئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تحریک جدید کی پوزیشن اچھی ہے۔ اُس کا اعلان تو مَیں انشاء اللہ اگلے جمعہ کروں گا۔ پنڈی جماعت نے اس میں کافی ترقی کی ہے۔ ماشاء اللہ۔

دوسری وفات کی جو اطلاع دینی ہے وہ مکرم محسن محمود صاحب کی ہے۔ افریقن امریکن احمدی ہیں۔ چوراسی سال کی عمر میں 19/اکتوبر کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے 1958ء میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑے تحمل سے اور استقامت سے ان کو برداشت کیا۔ آپ سیکرٹری تبلیغ بھی تھے۔ بعد ازاں پندرہ سال سے زائد عرصہ صدر جماعت نیویارک کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ جب کبھی تبلیغی سٹال لگایا جاتا یا لٹریچر کی تقسیم کا پروگرام ہوتا تو اس میں بڑے شوق سے شامل ہوتے بلکہ سارا دن ساتھ رہتے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، انتہائی عاجز، منکسر المزاج، بہت محبت کرنے والے، شفیق، خاموش طبع، ہنس مکھ، نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک، بردبار، غریب پرور، نیک، متقی اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے فدائی اور خلیفۂ وقت کے ہر اشارہ پر فوراً عمل پیرا ہونے والے، نظام جماعت کے اطاعت گزار تھے۔ مبلغین سلسلہ سے بہت عزت اور محبت سے پیش آتے۔ ہر جماعتی میٹنگ میں حاضر ہوتے اور ساری کارروائی خاموشی سے سنتے۔ جب مشورہ مانگا جاتا تو ہمیشہ مفید اور صائب مشورہ دیتے۔ بیت الظفر نیویارک میں ہر سال پھول پودے لگاتے اور پھر سارا سال اُن کی دیکھ بھال کرتے۔ مسجد کی صفائی اور آرائش وغیرہ کے کاموں کو سعادت سمجھ کر سرانجام دیتے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر مالی قربانی کیا کرتے تھے۔ 2005ء میں جب میں نے وصیت کی تحریک کی ہے تو انہیں بھی جب جماعت کی طرف سے وہاں مقامی طور پر شمولیت کے لئے کہا گیا تو پوچھنے لگے کہ کیا آبلیگیشن (Obligation) ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ قربانی کی شرح دس فیصد ہے، تو کہنے لگے کہ مَیں تو پہلے ہی اپنی آمد کا بیس پچیس فیصد چندہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بہر حال اس کو انہوں نے کافی نہیں سمجھا کیونکہ خلیفۂ وقت کی تحریک پر لبیک کہنی تھی تو فوراً وصیت کے نظام میں بھی شامل ہو گئے۔ اور کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ریٹائرڈ تھے اور پینشن پر گزارہ تھا۔ مگر ان کا چندہ اپنی جماعت میں سب سے زیادہ ہوا کرتا تھا۔ بعض کمانے والوں سے بھی زیادہ ہوا کرتا تھا کیونکہ صحیح شرح پر چندہ دینے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ بلند مقامات عطا فرمائے۔ یہ جو افریقن امریکن احمدی محمود صاحب ہیں ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ چار لے پالک بیٹے ہیں ان کی اپنی اولاد کوئی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جماعت سے تعلق میں مضبوط کرے اور ہمیشہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے جن پر یہ کاربند رہے۔ اسی طرح فضل الرحمٰن صاحب کی اولاد کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی توفیق دے کہ اُن کی نیکیاں یہ لوگ ہمیشہ جاری رکھنے والے ہوں اور صحیح اخلاص و وفا کا تعلق ان کا ہمیشہ خلافت اور جماعت سے رہے۔

ان دونوں کی نماز جنازہ ابھی نماز جمعہ کے بعد مَیں انشاء اللہ پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ فضل الرحمٰن صاحب کا تو حاضر ہے، اُس کے لئے مَیں باہر جاؤں گا۔ باہر جا کے نماز پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں مسجد میں تشریف رکھیں اور یہیں نماز جنازہ ادا کریں۔

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

پس اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنیں۔ رسم و رواج اور ہواو ہوس کے پیچھے چلنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کریں۔ یہ رسم و رواج میں سے ایک مثال ہے جو مَیں نے دی ہے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں اگر آپ خود غور کریں تو آپ کو نظر آئیں گی کہ آپ لوگ بعض رسموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ جائزے لیں تو یہ جائزے لے کر آپ اپنی زندگیوں میں خود ہی بہتری پیدا کر سکتی ہیں۔ نوجوان بچیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ بھی اپنے جائزے لیں۔ دیکھیں کہ کون کون سی باتیں ہیں جو آپ نے معاشرے کے زیرِ اثر یہاں اپنا لی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ہر قوم اور ملک کی اچھی باتیں ہوتی ہیں اور بری باتیں بھی ہوتی ہیں۔ ایک مومن اور مومنہ وہ ہے جو ہر ایک اچھی بات کو اپنائے اور جو برائیاں ہیں اُنہیں ردّ کر دے۔

پس ان ملکوں میں آ کر یہ نہ سمجھیں کہ یہ ترقی یافتہ ملک ہے اور ان کی ہر بات اچھی ہے یا اس ملک کے پاس ایسے رسم و رواج ہیں جنہیں اپنانا ہمیں ضروری ہے۔ ایک اصول یاد رکھیں کہ کسی بھی بات کو اپنانے سے پہلے یہ دیکھیں کہ کسی احمدی لڑکی اور عورت کے تقدس پر حرف نہ آتا ہو، اُس کی عزت و عصمت پر حرف نہ آتا ہو۔ اُس کی ایک احمدی ہونے کی جو پہچان ہے اُس پر حرف نہ آتا ہو۔ ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی بچی کو، ایک احمدی لڑکی کو بہر حال دوسروں سے مختلف ہونا چاہئے تاکہ آپ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکیں۔ اس لحاظ سے کہ آپ کی نیکیاں مشہور ہوں۔ اس لحاظ سے کہ آپ احمدیت کا پیغام پہنچانے والی بن سکیں۔ پس اس معاشرے کی ہر بات اپنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو اچھائیاں ہیں وہ لیں اور جو برائیاں ہیں اُن کو سختی سے ردّ کریں۔ ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ اسلام کی واضح تعلیم سے کسی بھی قسم کی رسم یا روایت نہ ٹکراتی ہو۔ اور آپ نے جو عہدِ بیعت باندھا ہے، اس پر حرف نہ آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا عہدوں کے بارے میں بڑا واضح ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35) ۔ اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ ہر عہد کے بارے میں یقیناً جواب طلبی ہوگی۔

پس ہر احمدی عورت، مرد، جوان اور بوڑھے کا یہ عہد ہے کہ وہ شرائطِ بیعت کو پورا کرنے کا عہد کرتا ہے۔ پس اپنے عہد کو پورا نہ کرنے والے یا حتی المقدور اُس کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ٹھہر سکتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں ہے۔ اُس کی کوئی حد نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع تر ہے۔ وہ مالک ہے، گنہگار سے گنہگار کو بھی بخش سکتا ہے۔ لیکن ہمیشہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بے نیاز بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ دکھانا اور سیدھا راستہ دکھا کر خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کروانا تھا۔ اگر دنیا کی چکا چوند اور رسوم، اسلام کی تعلیم سے دور کرنے والی روایات، ہواو ہوس ہمیں اس مقصد کے حصول میں کامیاب نہ ہونے دیں بلکہ اس سے دور کرتی چلی جائیں تو یہ اپنے عہدوں کو توڑنے والی بات ہے، اپنے عہدوں کو پورا نہ کرنے والی بات ہے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ رسموں کے پیچھے چلنے سے بچنے اور ہواو ہوس سے باز رہنے کے لئے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مقرر فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی ہے اور اس حد تک پیروی ہے کہ ہر عمل اس کے تابع کرنے اور اس کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے۔ خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ (القصص:51) اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نظر انداز کر کے اپنی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو گمراہوں میں شمار کرتا ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کر کے گمراہی کی انتہا تک پہنچنے والے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ گمراہی کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔

میں آپ کو یہاں یہ یاد دہانی بھی کروانا چاہتا ہوں کہ پردہ اسلامی حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ یہاں جو انگریزی دان بچیاں اور عورتیں ہیں اُن کو اگر اُردو میں وضاحت نہیں ہوتی تو گزشتہ ہفتہ ہی مَیں نے لجنہ اماء اللہ امریکہ کو یا امریکہ کے جلسہ میں خواتین کے حصے میں انگریزی میں مخاطب کر کے جو پیغام دیا ہے، اُسے سن لیں۔ آج کل تو ہر انگریزی دان کے پاس انٹرنیٹ موجود ہے بلکہ ایم ٹی اے کی سہولتیں بھی اب تو ہر جگہ مہیا ہوگئی ہیں، فون پر بھی آپ سن سکتے ہیں۔ اس لئے عذر نہیں ہونا چاہئے کہ مشکل ہے، سنا نہیں گیا، وقت نہیں تھا۔ کسی وقت بھی آپ سن سکتی ہیں اور لجنہ کینیڈا کی جو انتظامیہ ہے اُن کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اُسے لکھوا کر، ٹرانسکرائب کروا کر انگریزی پڑھنے والی ممبرات تک پہنچائیں۔ بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ پردہ ایک ایسا اسلامی حکم ہے جس کی وضاحت قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ اس لئے یہاں کے ماحول کے زیرِ اثر اپنے حجاب اور کوٹ نہ اتار دیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض خواتین صرف پتلا دوپٹہ لے کر سڑکوں پر آ جاتی ہیں۔ یہ پردے کی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔ بعضوں کے بازو ننگے ہوتے ہیں۔ اکثر کے کوٹ جو ہیں گھٹنوں سے اوپر ہوتے ہیں۔ فیشن کی طرف رجحان زیادہ ہے اور پردہ کی طرف کم۔ پردہ کریں تو اس سوچ کے ساتھ کریں کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیا اسلام کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان حدیث24)

عورت کی حیا، اُس کا وقار، اُس کا تقدس، اُس کا رکھ رکھاؤ ہے۔ اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ اور یہ پردہ کی طرف بے اعتنائی یا توجہ نہ دینا ہی ہے کہ اس وقت بھی مَیں نے دیکھا ہے کہ ہال میں بہت ساری خواتین داخل ہوئی ہیں جن کے سر ننگے تھے۔ جلسے کے لئے آ رہی ہیں۔ جلسے کے ماحول کے لئے آ رہی ہیں۔ جلسہ سننے کے لئے آ رہی ہیں۔ ذہنوں میں یہ رکھ کر آ رہی ہیں کہ ایک پاکیزہ ماحول میں ہم جا رہی ہیں اور وہاں بھی بال کھلے ہیں اور بالوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک طریقہ ہے کہ سر پر دوپٹہ نہ لیا جائے، چادر نہ لی جائے اور ننگے سر رہیں۔ اگر یہ ننگے سر رکھنے ہیں تو پھر جلسے پر آنے کا مقصد کیا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ گھر بیٹھی رہیں اور اپنے گرد جو دوسری اکثریت ان عورتوں کی ہے جن کے سر ڈھکے ہوئے ہیں اُن کو بھی بے حجاب نہ کریں۔

پس اس طرف ضرور توجہ دیں کہ اپنی حیا کی آپ نے حفاظت کرنی ہے۔ حیا ہی ایک عورت کا زیور اور سنگھار ہے۔ آپ کے میک اَپ سے زیادہ آپ کی حیا آپ کا زیور ہے، آپ کا سنگھار ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ اگر ہم پردہ میں رہیں گی تو اس معاشرہ میں ہم گھل مل نہیں سکتیں۔ یہ بالکل غلط چیز ہے۔ بہت ساری ایسی ہیں بلکہ اچھے پروفیشن میں ہیں جن کو مَیں جانتا ہوں کہ وہ اپنے کاموں کے دوران بھی لمبے کوٹ پہن کے اور حجاب پہن کے جاتی ہیں۔ کم از کم کوٹ کے ساتھ حجاب کے ذریعہ اپنا سر، اپنے سر کے بال اور ٹھوڑی ڈھانکنا ضروری ہے بشرطیکہ میک اَپ نہ ہو۔ اور اگر میک اَپ کے ساتھ باہر نکلنا چاہتی ہیں تو پھر منہ ڈھانکا ہونا چاہئے۔ اسی طرح بلا وجہ مَردوں کے ساتھ میل جول، غیر ضروری باتیں کرنا یہ بھی اسلام نے منع کیا ہے۔ اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف ابھی توجہ نہ رہی تو پھر یہ بڑھتی چلی جائیں گی اور پھر وہی معاشرہ قائم ہو جائے گا جو مغرب میں اس وقت بے حیائی کا معاشرہ قائم ہے۔

پس قرآنِ کریم کے کسی بھی حکم کو کم نظر سے نہ دیکھیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ پرانے وقتوں کا حکم ہے یا صرف پاکستان اور ایشیاء کے ممالک کے لئے حکم ہے۔ یہ اسلام کا حکم ہے اور ہر زمانے کے لئے ہے، ہر ملک کے لئے ہے، ہر ملک کی احمدی مسلمان عورت کے لئے ہے۔ میں بار بار مختلف جگہوں پر اس کی طرف توجہ اس لئے دلاتا ہوں کہ یہ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے اور اگر یہی حال رہا تو پھر آئندہ جو ہماری نسلیں ہیں ان کی حیا کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ وہ پھر اسی طرح کھلے بال اور جین بلاؤز پہن کے، منی سکرٹیں پہن کر باہر جائیں گی اور پھر وہ احمدی نہیں کہلاسکتیں۔ پھر وہ احمدیت سے بھی باہر جائیں گی۔

پس اس بات کا احساس کریں اور بے حجابیوں میں اور ہواو ہوس میں ڈوبنے سے بچیں ورنہ آئندہ نسلوں کی، حیا کے تقدس کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خیر چاہتی ہیں تو حیا کی بہت حفاظت کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ حیا سب کی سب خیر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان عدد شعب الایمان......حدیث157)

پس اپنے ہر عمل میں خیر تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اُس نے اس زمانہ میں آپ کو زمانہ کے امام کے ساتھ جوڑا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے راستے ہمیں کھول کر بتائے ہیں۔ اپنی ہر حرکت، قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کا خوف ہر ذاتی خواہش پر حاوی کریں۔ اگر یہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بھی وارث ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کے مزید راستے آپ کے لئے کھلیں گے اور کھلتے چلے جائیں گے۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے ہر عمل کو ڈھالیں گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت دوڑ کر آپ کو گلے لگائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف ایک قدم چل کر آنے والے کی طرف دو قدم بڑھتا ہے اور چل کر آنے والے کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء...... باب الحث علیٰ ذکر الله تعالیٰ حدیث6805)

بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف آنے والے شخص کی طرف دیکھ کر اُس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو ایک ماں کو اپنا گمشدہ بچہ ملنے کی خوشی ہوتی ہے۔ (سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات۔ صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی سعةرحمة الله)

پس ہماری کتنی بدقسمتی ہوگی اگر ہم ایسے پیار کرنے والے خدا کو بھول جائیں، اُس کی باتوں پر کان نہ دھریں اور دنیا کی خواہشات کے پیچھے پڑے رہیں یا دنیا کے اس خوف سے کہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے کہ اس کا لباس کیسا ہے؟ یا اس کا لباس ہمارے مطابق نہیں ہے یا اتنی بَیک ورڈ (Backward) ہے کہ پردہ کرتی ہے، حجاب لیا ہوا ہے، بڑی جاہل ہے، لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی یا ایسے پرانے زمانے کی دقیانوسی ہے کہ اُس نے فلاں فلاں فلم بھی نہیں دیکھی۔

پس دنیا کو جو دنیا چاہتی ہے کرنے دیں اور کہنے دیں۔ آپ اپنے پیار کرنے والے خدا کی تلاش کریں۔ اور جو خالص ہو کر اُس کی تلاش کرتا اور اُس کی طرف جھکتا ہے پھر وہ ایسے شخص کو جنت کے انعامات سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۔فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النّٰزعت:41-42) اور وہ جس نے اپنے ربّ کی شان سے خوف کیا اور اپنے نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکا، یقیناً جنت ہی اُس کا ٹھکانہ ہے۔ پس یہ ہے ہمارا خدا جو اپنے بندے کو اس قدر نوازتا ہے کہ جنت واجب کر دیتا ہے اور پھر یہی نہیں کہ مرنے کے بعد ہی جنت ہوگی بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47)۔ اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لئے اس دنیا میں بھی اور اخروی بھی دو جنتیں مقرر ہیں۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس دنیا کی دلچسپیاں، فیشن، خواہشات کا پورا کرنا ہی اصل زندگی ہے۔ نہیں، یہ اصل زندگی نہیں ہے۔ نہ ہی یہ باتیں اطمینانِ قلب کا باعث بنتی ہیں۔ کئی لوگ دیکھنے کو ملتے ہیں جو ان دنیاوی باتوں کی تلاش میں اپنی زندگیاں گنوا چکے ہیں، ضائع کر چکے ہیں لیکن اُن کو سکونِ دل حاصل نہیں ہوا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے سے ڈرتے ہیں، میرے حکموں پر عمل کرتے ہیں، برائیوں اور بدخواہشات کو چھوڑتے ہیں، نیکیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ نہ صرف اخروی زندگی میں جنت پائیں گے بلکہ اس دنیا میں بھی اُن کے لئے سکونِ دل کے سامان مقرر ہوں گے۔ اُن کی زندگی اس دنیا میں بھی جنت بن جائے گی۔ اُن کے گھروں میں سکون ہوگا۔ اُن کے بچے اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائیں گے اور اگر مائیں خود غرض نہ ہوں تو بچوں کا آنکھوں کی ٹھنڈک بننا ایک ماں کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اُس کے واسطے دو بہشت ہیں‘‘۔ (دو جنّتیں ہیں) ’’یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اُس کو برائیوں سے روکتا ہے اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنّم ہے۔ لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دمِ نقد بچ جاتا ہے‘‘ (یعنی فوری طور پر بچ جاتا ہے) ’’جو شہوات اور جذباتِ نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذّت اور سرور اُسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اِسی دنیا سے اُس کے لیے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح پر اس کے خلاف کرنے سے جہنّمی زندگی شروع ہو جاتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 114۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

نیکیاں کرو گے تو بہشتی زندگی ہے۔نہیں کرو گے تو جہنمی زندگی۔

پس وہ کتنے خوش قسمت ہیں جو ہواوہوس کو چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ کے مقام کی پہچان کر کے اپنی زندگیوں کو اس دنیا میں ہی جنت بنالیں۔ یقیناً ہم میں سے ہر ایک یہ چاہے گا کہ وہ دنیاو آخرت دونوں کی جنت کا وارث بنے۔ جب یہ خواہش ہے تو پھر دنیاوی خواہشات، رسوم اور بدعات کو چھوڑ کر ہی یہ مقام مل سکتا ہے۔اس کے لئے ایک مجاہدہ اور کوشش کی ضرورت ہے جو ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔ اطاعت کے کامل نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے بغیر باوجود خواہش کے آپ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل نہیں کر سکتے، اور کوئی شخص بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ: ’’جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہیں کرتا وہ معرفت کا خزانہ جو اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے، انسان خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے اور اس کی آوازیں سنتا ہے، اُسے نہیں مل سکتا............‘‘۔فرمایا’’ یہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہہ دے کہ مَیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں اور باوجود اس دعوی کے، اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھ بھی پیدا نہ ہوں‘‘۔اگر ایمان ہے تو اُس کے آثار نظر آنے چاہئیں۔ پاک تبدیلیاں نظر آنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق نظر آنا چاہئے۔ پھر فرمایا’’ یہ نری لاف زنی ہوگی‘‘۔صرف منہ کی باتیں ہیں۔صرف بڑھ بڑھ کر بولنا ہے۔ یہ ایمان نہیں ہے۔فرمایا’’ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی پرواہ نہیں کرتا‘‘۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 345-344۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس اگر ایمان کا دعوی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے حقیقت میں عہدِ بیعت باندھا ہے تو ہماری حالتوں میں ایک پاک تبدیلی نظر آنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے جب احکامات بتائے جائیں تو اُن کو سن کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے، نہ کہ اندھوں اور بہروں کی طرح سنا اور دیکھا اور چلے گئے۔ اطاعت کا وہ مقام اختیار کیا جائے جہاں مکمل طور پر اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے تابع کر دیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے‘‘۔(الحکم مؤرخہ 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر اطاعت اعلیٰ درجہ کی ہو تو پھر مجاہدات کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔اطاعت ہی انسان کو اُس مقام تک لے جاتی ہے جہاں بہت سے مجاہدات لے کر جاتے ہیں۔

(ماخوذ از الحکم مؤرخہ 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

جب عہدِ بیعت باندھا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد خلافت سے بھی اطاعت کا عہد کیا ہے تو پھر خلیفۂ وقت کی باتیں سن کر اُن پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، نہ کہ بہروں کی طرح بات سنی اور چلے گئے جس طرح کہ سنی ہی نہ ہو۔اور یہی سچی اطاعت ہے جو ہر احمدی کے لئے کرنی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ’’ سچی اطاعت بہت مشکل کام ہے، کیونکہ اپنے نفس کی تمام خواہشات کو ذبح کرنا پڑتا ہے‘‘۔(ماخوذ از الحکم مؤرخہ 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

پس اگر آپ نے سچی بیعت کی ہے تو اپنی تمام خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں کے تابع کریں اور خلافت سے وفا اور اطاعت بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔پس جب بھی خلیفۂ وقت کسی امر کی طرف توجہ دلائے تو اس کی پابندی کرنے کی کوشش کریں۔ جب یہ حالت ہو گی تو نہ صرف ذاتی فائدے آپ حاصل کرنے والی ہوں گی بلکہ جماعتی ترقی میں بھی آپ حصے دار بن جائیں گی۔

بعض اور امور کی طرف بھی توجہ دلا دیتا ہوں۔ ہر احمدی مسلمان کے لئے دو مزید باتیں ہیں جن کا حکم قرآنِ کریم میں بھی ہے۔ایک تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت کی طرف اس ماحول میں بہت زیادہ توجہ دیں۔صرف یہ نہ سمجھیں کہ جماعتی نظام یا ذیلی تنظیمیں جو ہیں اس بات کی ذمہ دار ہیں۔سب سے زیادہ آپ ذمہ دار ہیں۔ جماعت کی اور قوم کی امانت آپ کے سپرد کی گئی ہے اور اس امانت کا حق اُس کی نیک تربیت اور نگرانی کر کے ہی ادا ہوسکتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تمہارے سپرد ذمہ داریاں کی گئی ہیں۔(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الجمعة فی القریٰ والمدن حدیث 893)

تم میں سے ہر ایک اپنی نگرانی کے دائرے کے بارے میں اور اس ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

پس عورت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کی نگرانی کرے۔بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہ نہیں کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے، پیسے کمانے کے لئے سارا دن گھر سے باہر رہے اور جب بچے شام کو سکول سے گھر واپس آئیں تو اُنہیں پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔گھر میں جب اُن کو ماں کی توجہ کی ضرورت ہو تو مائیں یا گھر میں نہ ہوں یا اپنے کام سے تھکی ہوئی آئیں اور بچوں پر توجہ نہ دیں۔تو ایک طرف تو یہ بچوں کی صحیح نگرانی نہ کرنا ہے، اُن کی تربیت کا خیال نہ رکھنا ہے۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل:32) کہ مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اُنہیں بھی رزق دیتا ہوں اور تمہیں بھی رزق دیتا ہوں۔ اب مفلسی تو ایک طرف رہی، یہ تو بہت دور کی بات ہے، بعض عورتیں صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے نوکری کرتی ہیں کہ ہمارے خاوند ہماری جو ضرورتیں ہیں، جو خرچ ہیں وہ پورے نہیں کرتے۔ اگر تو خاوند جائز ضرورتیں پوری نہیں کرتے تو خاوند گنہگار ہیں۔وہ بہر حال اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ اور اگر ناجائز ضرورتیں ہیں تو ایسی عورتوں کو اُن کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے اور پھر زائد پیسے کمانے کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔بعض عورتیں صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے نوکری کرتی ہیں اور پھر بچوں پر توجہ نہیں دیتیں۔بعض گھروں کے بچے اس لئے بگڑے کہ ماؤں کی توجہ نہیں تھی جس کا احساس پھر بعد میں اُن کو ہوتا ہے۔بعض عورتوں کی مجبوری ہے اُن کو کام کرنا پڑتا ہے وہ بالکل اور چیز ہے لیکن صرف زیادہ پیسہ کمانے کی لالچ میں عورتیں بھی کام کرتی ہیں اور مَرد بھی اُنہیں مجبور کرتے ہیں۔بعض مرد ایسے ہیں۔اس قسم کے مَرد بھی غلطی خوردہ ہیں۔گھر کا نظام چلانا، گھر کے اخراجات پورے کرنا، بیوی کے بھی اخراجات پورے کرنا اور بچوں کے بھی اخراجات پورے کرنا یہ مَردوں کا کام ہے۔وہ اگر نگرانی کا حق ادا نہیں کر رہے تو وہ بھی پوچھے جائیں گے، وہ اس سے خالی نہیں۔لیکن اگر عورتیں صرف مفلسی کے نام نہاد خوف اور خواہشات کی تکمیل کے لئے گھروں سے باہر رہ رہی ہیں اور بچوں کا حق ادا نہیں کر رہیں تو وہ اپنے بچوں کو قتل کر رہی ہیں۔پس اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح جب بچے جوان ہوتے ہیں گو وہ گھر سے باہر رہتے ہوں لیکن جب گھر میں آتے ہیں تب بھی اُن کی حرکات وسکنات کو دیکھنا ماؤں کا کام ہے۔اور پھر وہ باپوں کو بھی بتائیں، کیونکہ اکثر باپ جو ہیں وہ تو کام کی وجہ سے گھروں سے باہر رہتے ہیں۔جن ماؤں کو مجبوری سے کام کرنا پڑے، اُنہیں بھی اس طرح کام کرنا چاہئے کہ بچوں کے سکول سے آنے سے پہلے گھر میں ہوں اور پھر بچوں کو بھی وقت دیں۔

اسی طرح بچوں کی دینی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔ یہ دیکھیں کہ بچے نمازیں پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔ یہ دیکھیں کہ بچے قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں کہ نہیں؟ اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ماں اور باپ دونوں نمازوں اور قرآنِ کریم پڑھنے میں باقاعدہ نہیں ہوں گے۔آپ کی نصیحت کا اثر اُسی وقت ہو گا جب آپ کے عمل اُس کے مطابق ہوں گے۔اگر آپ کے عمل اُس کے مطابق نہیں تو آپ لاکھ نصیحتیں کرتی چلی جائیں، اُس کا کوئی رتّی بھر بھی اثر نہیں ہو گا۔

پھر بچوں کو جماعت سے، خلافت سے اس طرح منسلک کریں، کہ اُن کے نزدیک سب سے زیادہ اہم چیز خلافت سے وابستگی ہو جائے۔ اور جب یہ ہو گا تو آپ یقین رکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی آئندہ نسلوں کی دین پر قائم رہنے کی اور دنیا میں ڈوب کر تباہ و برباد ہونے سے بچنے کی ضمانت آپ کو مل جائے گی۔

اس ضمن میں پھر ایک دوسری اہم بات جو آج مَیں عورتوں کو کہنی چاہتا ہوں وہ تبلیغ کی طرف توجہ دینے کی ہے۔تبلیغِ دین کا کام بھی عورتوں کو کرنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھیں کہ صرف مردوں کا کام ہے۔اس کے لئے پہلے اپنا دینی علم بڑھائیں۔ اگر آپ کو اپنا علم نہیں ہو گا تو دوسروں کو کیا دیں گی۔قرآنِ کریم سے سیکھیں۔جماعت کا لٹریچر پڑھیں۔ لجنہ کی چند ایک ممبرات کی تبلیغ سے یا بڑی جماعتوں میں سو دو سو لجنہ کی ممبرات سے تبلیغ کے کام نہیں انجام دیئے جائیں گے۔ ہر ممبر کو اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہر ایک کو اپنا علم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہاں رہنے والی تمام احمدی خواتین کو کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آپ کو تبلیغی سرگرمیوں میں شامل کرنا چاہئے۔ چاہے وہ لٹریچر کی تقسیم ہے، لیف لیٹنگ ہے۔ذاتی رابطے ہیں۔عورتوں سے لڑکیوں سے رابطے کریں، مردوں سے نہیں۔اُن تک پیغام پہنچائیں اور بعض دفعہ بعض گھر ایسے ہیں مَیں جانتا ہوں، کئی عورتیں نئی احمدی ہوئی ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ عورتوں کے ذریعے سے، اپنی سہیلیوں کی وجہ سے اُن کو احمدیت کا پتہ لگا اور انہوں نے احمدیت قبول کی۔گھروں میں اُن کے خاوندوں نے یا اُن کے والدین نے مخالفت کی لیکن وہ بڑی ثابت قدمی سے قائم رہیں اور آہستہ آہستہ اپنے خاندان والوں کو بھی جماعت میں شامل کرلیا۔

آپ لوگ واقعات پڑھتی ہیں، تقریریں سنتی ہیں کہ عورتوں نے یہ کام کیا، اسلام کی قرونِ اولیٰ میں یہ کام کیا یا اس زمانے میں عورتوں نے فلاں کام کیا۔لیکن یہ باتیں صرف دلچسپی لینے کے لئے نہیں ہیں بلکہ آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں کہ آپ میں سے بھی ہر عورت کو یہ کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔واقعات میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ سے ایک وفد یہ کہنے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ آپؐ مدینہ ہجرت کر جائیں تو اس میں ایک عورت بھی شامل تھی اور اس نے بڑی شدت سے اس بات پر زور دیا اور بعد میں جو اسلام کی جنگیں ہوئیں یا جب بھی ضرورت پڑی تو وہ عورت ہمیشہ اپنی خدمات پیش کرتی رہی۔ اپنے بچے اُس نے اسلام کے جہاد کے لئے پیش کئے اور اُن کو قربان کیا۔

(الاصابه فی تمییز الصحابه جلد 8 صفحه 442-441 ”ام عمارة“ دارالکتب العلمية بيروت 2005ء)

تو عورتیں بہت بڑے بڑے کام کرتی رہی ہیں اور اب بھی کرتی ہیں۔لیکن اُن کے قصے سن کر ہمیں صرف اسی بات پر اکتفا نہیں کر لینا چاہئے بلکہ خود بھی اس سوچ کے ساتھ اپنے منصوبے اور پروگرام بنانے چاہئیں کہ ہمارا بھی کام ہے کہ ہم جو ادھر اُدھر وقت ضائع کرتی ہیں، اپنے وقت کو اس طرح سنبھالیں، اس طرح ترتیب دیں کہ ہمارے وقت میں سے ہفتہ میں کچھ نہ کچھ، کوئی نہ کوئی وقت تبلیغ کے لئے ضرور نکلے اور ذاتی رابطے کریں، دوستیاں کریں۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا عورتوں کا یہی کام ہے کہ عورتوں میں تبلیغ کریں۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک حقیقی اور سچی روح کے ساتھ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والی بن جائے۔ ایک احمدی عورت کا تقدس اور وقار آپ کی ہر خواہش پر حاوی ہو جائے۔آپ کی گود سے احمدیت کے وہ فدائی نکلیں جو ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں اور دنیا میں ایک انقلاب لانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔دعا کرلیں۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

دارالاسلام اور دارالحرب
معنے ومفہوم اور مختلف نظریات

(تحریر: حضرت ملک سیف الرحمن صاحب۔(مرحوم) مفتئ سلسلہ)

(قسط نمبر4)

دارالاسلام اوردارالحرب کے بارہ میں دوسرا نقطۂ نظر

مسلمانوں کے صاحبِ فکرودانش طبقہ کے نزدیک یہ خیال قطعاً بے بنیاد اور غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دنیا دوحصوں میں بٹ گئی۔ دنیا کا ایک حصہ دارالاسلام کہلایا جہاں اسلام کی حکومت قائم ہو اور دنیا کا دوسرا حصہ دارالحرب ہے جہاں غیر مسلموں کی حکومت ہے اور ایسی حکومت سے برسرِ پیکار رہنا اور اس کو فتح کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ اس قسم کی اصطلاحیں بہت بعد کی پیداوار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس قسم کی اصطلاحوں کا کوئی رواج نہ تھا۔

تاہم اگر اصطلاحوں میں ہی بات کرنی ہے تو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس طرح دنیا کی سیاسی تقسیم کے چار امکانات ہیں۔

1۔ دارالاسلام:۔

دنیا کا وہ حصہ جہاں خلافت راشدہ کا نظام قائم ہو۔ انسان کے دینی اور دنیوی بنیادی حقوق محفوظ ہوں۔ سب کو اقتصادی خوشحالی میسر ہو۔ گویا **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ** کی کیفیت باعث مسرت واطمینان ہو۔ امراء اور عوام دونوں ایک دوسرے کے لئے دعاگو ہوں۔

2۔ دارالامن والامان:۔

ایسا ملک جہاں قرآن کریم کے سارے احکام تو نافذ نہیں لیکن لوگ امن سے رہ رہے ہیں۔ دین کے بارہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ روزگار کے مواقع سب کو یکساں میسر ہیں سب مذاہب والے مل جل کر رہتے ہیں۔ ہر ایک اپنی جگہ آزاد ہے۔ ایسے ملک کے بارہ میں اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ وہاں مسلمان پُرامن طریق سے رہیں۔ اچھا شہری بن کر رہیں۔ وہاں کے عام قانون کی پابندی کریں (سورۃ یوسف:77) اور اخلاق کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے نرمی اور الفت کے ساتھ اور ذاتی نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے دینی نظریہ اور توحید کی تبلیغ کریں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حبشہ کے ملک میں مسلمان رہے۔

3۔ دارالکفر:۔

وہ ملک جہاں مسلمان دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ ہوں لیکن خوف کے حالات سے بھی دوچار ہوں۔ ان کو مذہب کی وجہ سے تنگ کیا جاتا ہو۔ حکومت بھی ان کے حالات سے لاتعلق ہو لیکن ظاہر میں اُس کا یہی کہنا ہو کہ وہ تو سب سے یکساں اور مساوی سلوک کرتی ہے اور کسی کے خلاف نہیں۔ ان حالات کے باوجود اگر مسلمان وہاں رہنے پر مجبور ہوں اور دوسرے مسلمان ممالک بھی ایسی حکومت پر کوئی دباؤ نہ ڈال سکیں تو وہاں کے مسلمان حکومت کے عام ملکی قانون کی پابندی کریں گے۔ امن وامان سے رہنے کی کوشش کریں گے اور اپنی مشکلات کے ازالہ کے لئے اپنے لیڈر کے احکام کے تحت انفرادی اور اجتماعی رنگ میں سفارتی سطح پر وہاں کے اربابِ حل وعقد سے بات چیت کریں گے اور دوسرے پُرامن ذرائع اختیار کریں گے۔ اور اپنے آپ کو معاشرہ کا پُرامن شہری ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں بھی کرتے رہیں گے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ان مشکلات سے نکلنے کی کوئی راہ مہیا فرمائے۔ اس طرح اگر وہ صبر واستقامت کے ساتھ کوشاں رہیں گے، انفرادی اور اجتماعی اخلاق اپنائیں گے، اتحاد اور اتفاق کی رسی کو تھامے رہیں گے اور احتجاج کا عمدہ نمونہ پیش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اُن کی ضرور سنی جائے گی۔

4۔ دارالحرب:۔

وہ ملک ہوگا جس نے محض مذہبی مخالفت کی بنا پر اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کے نظام کو تباہ کرنے کے لئے دارالاسلام پر حملہ کیا ہو، یا اپنے ملک کے مسلمانوں کے تمام مذہبی حقوق علی الاعلان سلب کر لئے ہوں اور ان کی ہجرت کی راہیں بھی مسدود ہوگئی ہوں۔ اس طرح مسلمان جہاد بالسیف کے لئے مجبور کئے گئے ہوں تو ایسے حالات میں اسلام کے جنگی قوانین کا اجراء ہوگا اور فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ اور جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے مطابق اسلامی فوجیں اپنے واجب الاطاعت امام کے احکام کے تحت جنگی اقدام کریں گی اور ہر جنگی حربہ اُن کے لئے جائز ہوگا جو جنگ سے متعلق اسلام کے اخلاقی قوانین کے دائرہ کے اندر ہے۔ یہ فوجیں عام تباہی اور قتلِ عام سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کریں گی۔ تاہم دشمن کو یہ موقع ہرگز نہیں دیا جائے گا کہ وہ مسلمانوں کی نرمی کا ناجائز فائدہ اُٹھائے یا اچانک حملہ کرے۔

۞ ...... **جہاں تک وطنی آزادی کے لئے ایجیٹیشن کرنے یا مناسب جدوجہد کرنے کا تعلق ہے تو اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ اگر حالات اجازت دیں تو اس کے لئے مناسب کارروائی بالکل جائز ہے لیکن یہاں یہ جدوجہد یا جنگ زیرِ بحث نہیں۔ اس جگہ وہ جنگ زیرِ بحث ہے جو مذہب کے بارہ میں جبر کرنے والوں اور اس وجہ سے انسان کے بنیادی حقوق کو پامال کرنے والوں کے خلاف خلیفۃ المسلمین کے احکام کے تحت لڑی جاتی ہے اور اسی کا نام ''اسلامی جہاد'' یا ''مقدس جنگ'' ہے۔**

۞ ...... **جہاں تک دارالحرب کے فقہی احکام کا تعلق ہے تو ان کی بنیاد جنگی قوانین پر ہے جو حالت امن کے سول یا فوجداری قوانین سے مختلف ہوتے ہیں اور ان کا زیادہ تر تعلق جنگی حالات سے ہوتا ہے** اور وہ اس اُصول پر مبنی ہوتے ہیں کہ دشمن کی طاقت کو کمزور اور نابود کیا جائے۔ یعنی اپنی حفاظت مقدم اور دشمن کی ہستی مؤخر کا اُصول مدِّنظر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے دوران دشمن کو ہلاک کرنا، اُسے قید کرنا اور اُس کے اموال پر قبضہ کرنا غرض ہر اس حربہ کو جائز سمجھا جاتا ہے جس کی حالتِ امن میں ہرگز اجازت نہیں ہوتی۔ جنگ کے حالات میں کون قصوروار ہے اور کون بے قصور، یہ فرق قائم نہیں رہتا اور وہاں **اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَّكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ** (سورۃ النمل:35) کے اُصول چلتے ہیں۔ یعنی جب بادشاہ (اپنی فوجوں کے ساتھ) کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور اس ملک کے معززین کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں۔ گویا جنگ کے حالات میں نہ جان محفوظ ہوتی ہے اور نہ عزت وآبرو، نہ مال ومتاع سلامت رہتا ہے اور نہ املاک قائم رہتی ہیں اور دنیا کا یہی جنگی قانون ہے۔

جنگی قوانین کے ماہرین کے نزدیک چونکہ دشمن جنگ میں اپنی جان اور اپنے مال کی حفاظت کا حق کھو دیتا ہے اس لئے فوجوں کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ دشمن کے اموال پر قبضہ کرلیں کیونکہ دشمن کے جان و مال کی قانونی عظمت ختم ہوجاتی ہے۔ اسی لئے دارالحرب کے اموال دورانِ جنگ مباح ہوتے ہیں لیکن یہ اباحت صرف لڑنے والی فوجوں کے لئے ہوتی ہے اور مدِّنظر یہ ہوتا ہے کہ دشمن کی طاقت کو شل کیا جائے۔ پھر یہ مقبوضہ اموال فوجوں کی ملکیت نہیں ہوتے بلکہ حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں۔ جو انہیں قواعد کے مطابق خرچ کرتی ہے اور اس بارہ میں حکومت کے لئے وسیع اجتہاد کی بھی گنجائش ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سوادِ عراق کی جائیدادوں کے بارہ میں ایک نئے اجتہاد سے کام لیا تھا۔

(کتاب الخراج از ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم جلد 2 صفحہ 30 ما عمل بہ فی السواد، مطبوعہ بولاق 1302ھجری)

۞ ...... **یہ خیال کہ عام مسلمانوں کے لئے غیر مسلم ممالک میں لوٹ مار کرنا یا ذمّی کے علاوہ دوسرے غیر مسلموں کا مال غصب کر لینا، چھاپے مارنا اور اگر کوئی غیر مسلم قابو میں آجائے تو اسے قتل کر دینا یہ سب کچھ جائز ہے اور اسلام اس کی اجازت دیتا ہے، بڑا غلط خیال ہے اور اسلام پر بہت ہی ظالمانہ الزام ہے۔**

۞ ...... **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حالات میں ہر ایک کی ملکیت کا احترام کیا اس میں مسلم اور غیر مسلم میں تمیز روا نہیں رکھی** (مزید تفصیل اسی مضمون میں آگے آئے گی)۔ آپؐ نے غیر مسلم طاقتوں سے خواہ وہ عرب کی ہوں یا عجم کی جتنے بھی صلح یا باہمی تعلقات کے معاہدے کئے ان سب کو بڑی دیانتداری اور وفاداری کے ساتھ نبھایا۔ اور اپنے صحابہؓ کو بھی اسی راہ پر چلنے کی ہدایت فرمائی۔

جنگ بدر میں کچھ مسلمان آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم مکہ سے آرہے تھے کہ کفار نے ہمیں پکڑ لیا اور کہا کہ تم جاکر محمدؐ کی مدد کروگے۔ ہم نے یہ کہہ کر اپنی جان چھڑائی کہ ہم ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ جنگ میں آپ کے ساتھ شامل ہوں۔ لیکن آپ نے ان کو عہد شکنی کی اجازت نہ دی اور شاملِ جنگ کرنے سے صاف انکار کر دیا حالانکہ اس وقت آپ کو افرادی مدد کی بے حد ضرورت تھی اور کفار مکہ نے بالکل ناجائز طور پر ان مسلمانوں سے عہد لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے طرزِ عمل کو مثالی رکھا اور عہد کی پابندی کروائی۔

اسی طرح ایک قبیلہ کا سفیر آپ کے پاس سفارت کی غرض سے آیا اور آپ کے حالات دیکھ کر عرض کیا کہ مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ سفارتی آداب کے خلاف ہے۔ پہلے واپس جاؤ، سفارت کا فرض ادا کرو اور جو باتیں یہاں ہوئی ہیں ان کو اپنے قبیلہ تک پہنچاؤ۔ اس کے بعد اگر تمہارے دل میں انشراح ہو تو پھر آؤ اور ہم میں شامل ہو جاؤ۔ اس قسم کے متعدد واقعات مستند تاریخوں نے بیان کئے ہیں۔

پس جو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) معاہدات اور سفارتی آداب کی اس حد تک پابندی کرتا ہو اس کے بارہ میں یہ خیال کرنا کہ وہ قتل وغارت لوٹ مار کی اجازت دے گا، اس پاک ذات پر سراسر اتہام ہے۔

۞ ...... **عام غیر مسلم حکومتوں میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان حکومتوں کے منصفانہ قوانین کی پابندی کریں۔ ان میں امن وامان سے رہیں اور دیانتداری اور ایمانداری کے ساتھ لین دین کریں۔** یہی ایک سچے مسلمان اور پُرامن شہری کا فرض ہے۔ البتہ جس طرح اس کا یہ فرض ہے اسی طرح اس کا یہ بھی مذہبی فرض ہے کہ وہ نرمی اور رأفت کے ساتھ پیغامِ حق پہنچائے اور اس بارہ میں اپنی صداقت کے لئے اپنا ذاتی بہترین نمونہ پیش کرے اور اسلام کی حسین تعلیم سے اپنے غیر مسلم بھائیوں کو متعارف کرائے۔ یہ راہ چھوڑ کر گناہ کی راہ اختیار کرنا، تشدّد اور تعصّب کے راستہ پر چلنا، مقصد براری کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈنا ایک مبلغ مسلمان کا شیوہ نہیں ہوسکتا اور یہی وہ جہاد ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ تا قیامت مسلمانوں پر فرض ہے اور اس میں کوئی استثناء یا توقّف نہیں۔

۞ ...... **لیکن وہ جہاد جس کا دوسرا نام قتال بالسیف ہے یہ اس وقت فرض ہوتا ہے جب کوئی غیر مسلم طاقت ''محض اختلاف مذہب'' کی وجہ سے مسلمانوں کے جان و مال کے لئے خطرہ بنے۔ ان کے امن وسلامتی کے حالات کو تباہ کرے۔ ان کے لئے جینا حرام کردے۔ انہیں مذہبی آزادی سے محروم کردے۔ نہ نماز پڑھنے دے اور نہ دوسری عبادتیں بجالانے دے اور انہیں زبردستی اپنا مذہب چھوڑ دینے پر مجبور کرے۔** یہ حالات جب بھی پیدا ہوں گے جہاد بالسیف فرض ہوجائے گا۔ مسلمان متحد ہو کر ایک امام کی بیعت کر کے جب بھی اس جہاد کے لئے نکلیں گے حسبِ وعدہ **اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ** خدا تعالیٰ کی تقدیر انہیں کامیابی بخشے گی۔

مذکورہ بالا سطور کے معنے ومفہوم کی وضاحت کے لئے کچھ تفصیل کی ضرورت ہے جو آئندہ صفحات میں پیش کی جارہی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

دارالاسلام، دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں اس دوسرے موقف کی وضاحت یہ ہے کہ:

۞ ...... **یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے** یعنی حکمت وموعظہ، حجت وبرہان کے ذریعہ وہ اپنے نظریات منواتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ **بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ**۔ (سورۃ المائدہ:68)

یعنی تیرے ربّ کی طرف سے جو تم پر اُتارا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے مفہوم کی خلاف ورزی ہوگی (کیونکہ رسالت کا منصب ہی پیغام رسانی اور اللہ کے کلام کو دوسروں تک پہنچانا ہے)

ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ:۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:111)

یعنی تم ایک بہترین اُمت ہو جو اس لئے معرض وجود میں آئی ہے کہ اُس کے افراد لوگوں کو نیکی بجالانے کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کو نیکی بجالانے کے لئے کہتے رہنا اور بُری باتوں سے روکتے رہنا بہترین ذاتی نمونہ کا متقاضی ہے کیونکہ اس کے بغیر تبلیغ ونصیحت ہو ہی نہیں سکتی۔ جس میں خود نیکی نہیں، اچھے اخلاق نہیں، دیانت وامانت نہیں، صلح پسندی اور مروت نہیں، حوصلہ اور دوسروں کی بات سننے کی عادت نہیں وہ دوسروں کو

نیکی کی کیا تلقین کرے گا اور برائیوں سے بچنے کا کیا وعظ کہے گا۔ اسی طرف کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ۔ (سورۃ النحل:126)

یعنی اے رسول تُو حکمت دانائی اور اچھے نصائح کے ذریعہ لوگوں کو اللہ کی راہ کی طرف بلا اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو اُن سے بحث کر۔ (یہ تبلیغ کا مؤثر ترین ذریعہ ہے)

صحیح تبلیغ کے اسلامی اصول

یہ سوال کہ صحیح تبلیغ کے کیا معنے ہیں اور اس کے لئے اسلام کیا اُصول تجویز کرتا ہے ایک بجا سوال ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ:

1۔ دل نشیں پیرایہ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی جائے اور اس کے ساتھ ہی یہ اُصول بھی تسلیم کرلیا جائے کہ اپنے آغاز کے لحاظ سے تمام قدیم مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ ان کے احکام اپنے زمانے کے حالات کے مطابق تھے۔ ہر قوم میں ڈرانے والے اور حق کی راہ دکھانے والے آئے ہیں جو اپنے زمانہ کے برگزیدہ ترین انسان تھے۔ (سورۃ الرّعد:8، سورۃ الفاطر:25)

2۔ جو مبلغ جس مذہب کی تبلیغ کرے اور وہ جس کتاب کا پابند ہے اور اُسے الہامی کتاب مانتا ہے وہ اپنا دعویٰ اور اس کی دلیل اسی کتاب سے پیش کرے اور اُسی کتاب کے حوالے سے جواب دے اور اپنی وکالت کے اختیارات کو اتنا وسیع نہ کرے کہ گویا وہ ایک نئی کتاب بنا رہا ہے۔

(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 315)

3۔ ہر داعی اور مبلغ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور اسی حد تک محدود رہے اور دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے سے احتراز کرے۔ کیونکہ دوسرے مذاہب کے نقائص اور عیوب بیان کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوجاتا کہ اُس کا اپنا مذہب ہر قسم کے نقائص سے پاک اور بے عیب ہے یا بڑا اچھا اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 409 مطبوعہ ربوہ)

4۔ مباحثہ اور تبادلۂ خیالات کے وقت تہذیب و شائستگی کا خاص خیال رکھا جائے اور اگر کسی مذہب کے کسی نظریہ پر اعتراض بھی کرنا ہو تو مذہب زیرِ بحث کی صرف ان کتب کی بنا پر ہو جو اُس مذہب کے ماننے والوں کے نزدیک مسلّم اور مستند ہوں۔ اور اعتراض بھی وہ کرے جو اس کے اپنے مذہب پر وارد نہ ہوتا ہو۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 195 مطبوعہ ربوہ)

5۔ مبلغ کو چاہئے کہ وہ ذاتی کردار اور ہمدردی کے علاوہ مذہب کی حیات بخش تاثیرات اور تعلق باللہ کے آسمانی نشانوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائے۔ دعاؤں پر زور دے کیونکہ مذہب کا مقصد ہی اللہ سے تعلق پیدا کرنا اور اس سے قرب حاصل کرنا ہے۔ نیز جس طرح ظاہری روشنی آسمان سے اُترتی ہے اسی طرح ہدایت کا سچا نور بھی آسمان سے ہی اُترا کرتا ہے۔ (ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414، 443)

☆...... اس مرحلہ پر یہ سوال بجا اور برمحل ہے کہ **کیا اسلام دوسرے مذاہب کو اپنی بات سنانے اور اس مذہب کی تبلیغ کی اجازت دیتا ہے؟**

سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام جو بات اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرتا ہے اور اسلام کی بنیاد ہی آزادیٔ مذہب اور آزادیٔ تبلیغ پر ہے۔ وہ برملا کہتا ہے نَبِّئُوۡنِیۡ بِعِلۡمٍ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ (سورۃ الانعام:144) ایسا ہی اُس کا فرمان ہے قُلۡ ھَاتُوۡا بُرۡھَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ (سورۃ البقرہ:112) یعنی اگر تم سچے ہو اور علم و برہان کی کوئی بات تمہارے پاس ہے تو پیش کرو۔ پھر فرمایا وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ (سورۃ البقرہ:24) جو ہم نے اپنے بندے پر کلام اُتارا ہے اگر تمہیں اس کے بارے میں شک ہے تو اس کی مثل پیش کرو۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَیَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَہٗ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمۡ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (سورۃ الزمر:19) یعنی (سچے اور اعتدال پسند مومن) وہ ہیں جو (ہر ایک) بات سنتے ہیں پھر ان میں سے جو بہترین (اور زیادہ درست) ہو اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے (صحیح راستہ کی طرف) ہدایت دی ہے اور یہی عقلمند لوگ ہیں۔

اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ دوسرے کی بات سننا اور اُسے وزن دینا نہ صرف یہ کہ عقلمندی کی بات ہے بلکہ ہدایت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دراصل کسی قوم کے رہنما دوسرے مذہب کی تبلیغ سے اُسی وقت گھبراتے ہیں جب کہ انہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیا ہو اور اپنے عوام کو دین نہ سکھایا ہو اور وہ حقیقتیں نہ بتائی ہوں جو ان کے مذہب کی بنیاد ہیں۔ کیونکہ جو مذہب دلائل حقہ کی دولت سے مالا مال ہو، تازہ بتازہ نشان اپنے ساتھ رکھتا ہو اور انسانی ذہن کو مطمئن کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہو اُس کے پیرو کبھی بھی دوسرے مذاہب کی تبلیغ سے نہیں گھبراتے۔

تبلیغ سے گھبرانے کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ کسی مذہب کے ماننے والے اقتصادی پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ ان کی قیادت کمزور اور تنظیم کا شعور نہیں رکھتی۔ ایسے حالات میں کوئی بھی پراپیگنڈا عوام کو گمراہی کی طرف دھکیل سکتا ہے۔ اگر عوام منظّم ہوں، ان کے اقتصادی حالات استوار ہوں، انہیں روحانی سکون میسر ہو تو وہ کسی نئی تبدیلی کی خواہش نہیں کرسکتے۔

پس دوسرے مذاہب کی ترقی کو روکنے کا یہ طریق نہیں کہ ان مذاہب کی تبلیغ روک دی جائے بلکہ صحیح اقدام یہ ہے کہ سچے مذہب کے دلائل سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ روحانی تسکین کے سامان کئے جائیں۔ اقتصادی خوشحالی کو عام کیا جائے اور روحانی قیادت کا عملی نمونہ ''اُسوۂ حسنہ'' کے رنگ میں رنگین ہو۔

تبلیغ کے پیغمبرانہ طریق

تبلیغ کے صحیح اور پیغمبرانہ طریق کے بارہ میں ارشاد باری ہے کہ وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَo وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌo وَمَا یُلَقّٰھَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَمَا یُلَقّٰھَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ o وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ o (سورۃ حٰم السجدۃ: 34-37) یعنی اس شخص سے زیادہ حسین اور مؤثر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور خود بھی اس کے مطابق مناسب حال اچھے عمل بجالاتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں فرمانبردار اور امن پسند لوگوں میں سے ہوں۔ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتیں۔ (نیکی کے اثرات جداگانہ ہیں اور بدی کے الگ۔ اس لئے تبلیغی گفتگو کے دوران اگر مخالف کی طرف سے کوئی بُرا سلوک دیکھے تو) اس کا جواب انتہائی شائستگی اور حسن سلوک سے دے۔ اس طرح وہ شخص جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے (تیرے اس اچھے نمونہ کو دیکھ کر) تیرا گرم جوش دوست بن جائے گا اور (مخالفتوں کے طوفان کے دوران) اس قسم کے طرزِ عمل کی توفیق اُسے ہی ملتی ہے جو بڑے صبر اور حوصلہ والا ہے اور اُسے اچھے اخلاق سے حصہ وافر ملا ہے۔ اگر تجھے شیطان بار بار اُکسائے اور مشتعل کرنے کی کوشش کرے تو تُو اس کے خلاف اللہ کی پناہ طلب کر (کہ تجھے اللہ تعالیٰ صبر اور حوصلہ کی توفیق دے)۔ اللہ دعاؤں کو سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

غرض تبلیغ اُس کی مؤثر ہوسکتی ہے جو ہر لحاظ سے اس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرے۔ اخلاص، ہمدردی، رواداری اور جذبہ خدمت سے سرشار ہو اور دوسروں کو جو نیک بات بتائے خود بھی اُس پر عمل کرے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اُسوۂ حسنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَo (سورۃ الانعام:163-164)

(یعنی اے محمدؐ تو لوگوں سے) کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ (کی رضا) کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے حکم ہے کہ مَیں مسلمانوں میں سے پہلے نمبر پر ہوں۔

☆...... ایک اور جگہ آپ کے اُسوۂ حسنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا قُلۡ مَاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَکَلِّفِیۡنَ (سورۃ ص:87) یعنی مَیں (دعوت الی اللہ کے اس کام کی) کوئی اُجرت تم سے نہیں چاہتا اور نہ مَیں تکلف سے بات کرنے کا عادی ہوں۔

☆...... ایک جگہ فرمایا قُلۡ مَاۤ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا o (سورۃ الفرقان:58) یعنی مَیں (خدا کا پیغام پہنچانے میں) تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ ہاں (میرا واحد مقصد اس کام سے یہی ہے کہ میری اس تبلیغ سے متاثر ہوکر) اگر کوئی چاہے تو اپنے ربّ کی طرف لے جانے والی راہ اختیار کرلے۔

☆...... اور ہر سچے مبلغ کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے۔ کوئی تو اس کی تبلیغ سے ہدایت پاجائے۔ اسی ''اسوۂ حسنہ'' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ۔ الَّذِیۡ یَرٰىکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُo وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیۡنَ۔ (سورۃ الشعراء:218-220) تو غالب آنے والے سچی محنتوں کو ضائع نہ کرنے والے خدا پر توکل کر (وہ تیری محنتوں کو ضرور پھل لگائے گا) جو تجھے اس وقت بھی دیکھتا ہے جب تُو (گوشۂ تنہائی میں) کھڑا (لوگوں کی ہدایت کے لئے دعائیں کررہا) ہوتا ہے اور اس وقت بھی دیکھتا ہے جب تُو (باہر) سجدہ کرنے والوں کے ساتھ (شاملِ سجدہ) ہوتا ہے (اور یہ تمنا لئے پھر رہا ہوتا ہے کہ کس طرح دنیا ہدایت کی راہ پر آجائے)۔

☆...... اسی کیفیت کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ o (سورۃ الشعراء:4) یعنی تو (اس غم اور سوچ میں) شاید اپنے آپ کو ہلاک کرڈالے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

یہ تو ہر سچے اور مخلص مبلغ کی سوچ اور تمنا ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ سچی کوشش اور اس پر استقامت اُس کا فرض ہے۔ آگے ہدایت دینا یا زبردستی منوانا اس کا کام نہیں۔

☆...... یہ اللہ کا کام ہے کہ وہ کسی کو ہدایت دے یا نہ دے۔ اس سلسلہ میں فرمایا: اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَکِّرٌo لَّسۡتَ عَلَیۡھِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ (سورۃ الغاشیہ:21-20) کہ تو صرف مُذَکِّر اور یاد کرانے والا ہے۔ داروغہ (یا ٹھیکیدار) نہیں (کہ لوگوں کو زبردستی منواؤ)۔

☆...... ایک اور جگہ فرمایا: اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ (سورۃ القصص:57) یعنی جس کے لئے تو پسند کرے اور چاہے کہ وہ ہدایت پا جائے تو تُو اُسے ہدایت نہیں دے سکتا (اور نہ کسی کے دل میں زبردستی ہدایت ڈال سکتا ہے) کیونکہ یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ جسے چاہے ہدایت دے اور وہ ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو ہدایت پانے کی استعداد رکھتے ہیں (اور ہدایت کی تلاش میں ہیں)۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تعلق رکھنے والی ابتدائی آیتیں یہ ہیں: یٰۤاَیُّھَا الۡمُدَّثِّرُ۔ قُمۡ فَاَنۡذِرۡ۔ وَرَبَّکَ فَکَبِّرۡ۔ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرۡ۔ وَالرُّجۡزَ فَاھۡجُرۡ۔ (سورۃ المدثر:2تا6)۔ یعنی اے سادہ کپڑوں میں ملبوس (اور فرض کی ادائیگی کے لئے تیار) اُٹھ (اور لوگوں کو) بیدار اور ہوشیار کر اور اپنے ربّ کی بڑائی (کی منادی) کر اور اپنے کپڑوں کو (یعنی متبعین کو) پاک کر اور گند (یعنی شرک کو لوگوں کے دلوں سے) مٹا۔

بعثت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی نیکی میں سب سے آگے تھے۔ لوگوں کی ہمدردی اور ان کے کام آنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چنانچہ آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے ان اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں: آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچائی کے عادی ہیں اور بیکس اور بے یار و مددگار لوگوں کا سہارا بنتے ہیں اور ان کے بوجھ اُٹھاتے ہیں اور جو نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق مٹ چکے ہیں انہیں دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مہمان نواز ہیں اور لوگوں کی جائز ضروریات میں ان سے تعاون کرتے ہیں۔ ایسے اوصاف والی ہستی کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب نمبر 3 حدیث 3)

بعثت کے بعد آپؐ کے یہ اوصاف اور بھی نمایاں ہوگئے۔ آپؐ اتنے پیارے اور مؤثر انداز میں بات کرتے کہ جو سنتا آپؐ کا گرویدہ ہوجاتا۔ آپؐ **کی تبلیغ کے مؤثر انداز** کی تاریخ نے سینکڑوں مثالیں محفوظ کی ہیں۔ گنجائش کے لحاظ سے دو مثالوں پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

❁...... طفیل بن عمرو الدوسی عرب کے مشہور شاعر تھے۔ عرب کے بڑے بڑے میلوں میں شریک ہوتے اور داد پاتے۔ آپ ایک دفعہ مکہ آئے۔ وہاں کے لوگوں کو خدشہ رہتا تھا کہ کوئی ''محمدؐ'' سے نہ ملنے پائے اور نہ ان کی باتیں سن پائے ورنہ وہ آپؐ کے جادو کا شکار ہوجائے گا۔ یہی کچھ انہوں نے طفیل دوسی کے بارہ میں بھی سوچا۔ ان کی اجتماعی دعوت کی۔ انہیں خوش کرنے کی ہر کوشش کی اور باتوں باتوں میں ان کو سمجھانا شروع کیا کہ وہ اس نئے ''مدّعی نبوت'' سے نہ ملیں وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ اپنے جادو کے اثر سے لوگوں کو قابو کرلیتا ہے۔ وہ جادو کے زور سے باپ بیٹے، میاں بیوی غرض لوگوں میں تفریق پیدا کردیتا ہے۔ طفیل کہتے ہیں کہ پہلے تو مَیں ان کی باتوں سے متأثر ہوا اور ڈرا کہ ''محمدؐ'' کا جادو مجھ پر نہ چل جائے۔ لیکن پھر سوچا کہ آخر وہ ایک دانا شاعر ہیں۔ کھرے کھوٹے کی پہچان رکھتے ہیں پھر ڈر کس بات کا۔ کیوں نہ محمدؐ سے مل کر معلوم کریں کہ آخر ان کا جادو ہے کیا؟ چنانچہ طفیل کہتے

ہیں کہ مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کیا کہ قریش نے تو مجھے بہت ڈرایا تھا لیکن ''مسجد حرام'' میں آپ کی تلاوت سننے کا اتفاق ہوا۔ وہ مجھے بہت اچھی لگی۔ اب اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ یہ معلوم کروں کہ آپ کہتے کیا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کی۔ اللہ کی توحید کے دلائل دیئے۔ قرآن کریم کا کچھ حصہ سنایا۔ ان سب باتوں کے لئے میرا سینہ کھل گیا۔ (طفیل کہتے ہیں کہ لَا واللّٰہِ مَا سَمِعْتُ قَوْلًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا اَمْرًا اَعْدَلَ مِنْهُ) اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ اور عرض کیا کہ حضورؐ! میرا اپنی قوم دوس میں ایک مقام اور اثر ہے۔ حضورؐ دعا کریں کہ دوس قبیلہ میری باتیں سنے اور اللہ مجھے یہ نشان دکھلائے کہ میری تبلیغ سے سارا قبیلہ مسلمان ہو جائے۔ چنانچہ آپؐ نے طفیل کو دعا دی کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَہٗ اٰیَۃً کہ میرے اللہ! طفیل کو اپنی قوم کے لئے نشان بنادے۔ طفیل کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے قبیلہ دوس میں واپس آیا۔ پہلے اپنے والد، والدہ اور بیوی کو تبلیغ کی چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوگئے۔ اس طرح گھر سے مطمئن ہو کر مَیں اپنے قبیلہ میں رشد و ہدایت پھیلانے میں مصروف ہوگیا لیکن ابوہریرہؓ کے سوا کسی اور نے اسلام قبول نہ کیا۔ اپنی ساری کوششیں رائیگاں جاتی دیکھ کر مَیں غصہ میں بھرا دوبارہ مکہ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ حضورؐ قبیلہ دوس کی ہلاکت کے لئے دعا کریں۔ (اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّھْلِکَ دَوْسًا)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِھِمْ مُّسْلِمِیْنَ کہ میرے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان بنا کر میرے پاس لا۔ پھر آپؐ نے طفیلؓ کو ارشاد فرمایا۔ واپس جاؤ اور حوصلہ اور استقامت کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ چنانچہ طفیل واپس گئے اور تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں میں برکت ڈالی اور 80 گھرانوں کا قافلہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ فتح خیبر کی خوشی منا رہے تھے۔

(رجال حول الرسولصلی اللہ علیہ وسلم از خالد محمد خالد صفحہ 482تا 484الطفیل بن عمرو الدوسی، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء 4صفحہ 439 الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین والانصار/ الطفیل بن عمرو،مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت1996ء)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 277تا279 قصۃ اسلام الطفیل بن عمر والدوسی،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

✿...... ایک دفعہ عتبہ بن ربیع نے، جو مکہ کا سربرآوردہ سردار تھا، مکہ کے دوسرے معزّزین سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مَیں ''محمدؐ'' کے پاس جا کر اسے سمجھاؤں کہ وہ ایسی باتوں سے باز آجائیں جو قوم میں تفریق کا باعث بن رہی ہیں۔ چنانچہ عتبہ سردارانِ مکہ کی اجازت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یوں گفتگو کا آغاز ہوا۔

عتبہ: اے میرے بھتیجے! آپ ایک معزز شہری ہیں۔ بڑے معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ایک تکلیف دہ صورت ہے جو آپ کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے اور قوم میں تفریق کا باعث بن رہی ہے۔ آپ کو کچھ تو اپنی قوم کا پاس خاطر ہونا چاہئے۔ اگر آپ کا اس تحریک سے مقصد دولت کمانا ہے تو ہم اتنی دولت جمع کر دیتے ہیں کہ آپ مکہ کے امیر ترین آدمی شمار ہوں گے۔ اور اگر آپ اقتدار چاہتے ہیں تو ہم قریش آپ کو اپنا مختارِ کُل بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں اور اگر یہ سب کچھ کسی بیماری کا اثر ہے تو ہم آپؐ کے علاج کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔ خدا کے لئے آپؐ سوچیں۔

جب عتبہ یہ سب کچھ کہہ چکے تو آپؐ نے جواب میں فرمایا: آپ نے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ لیا اب میری بھی سنو۔ اس کے بعد آپؐ نے قرآن کریم کی یوں تلاوت شروع کی۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o حٰمٓ o تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ o بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ o ...... فَاِنِ اسْتَکْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ o (سورۃ حٰمٓ السجدۃ:1-39) ۔ یعنی اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے مَیں پڑھتا ہوں۔ حمید اور مجید خدا کی طرف سے یہ قرآن نازل ہوا ہے جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات خوب تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں جو کثرت کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ وہ عربی زبان میں ہیں اور ایسی قوم کے لئے نازل ہوئی ہے جو علم رکھتی ہے (اور جانتی ہے کہ علم کسے کہتے ہیں) تابعداروں کو خوشخبری دینے والی اور نافرمانوں کو ڈرانے والی ہے۔ ان میں سے اکثر نے اعراض کیا اور اسے سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

آپ نے اس وقت انتالیس آیات پڑھیں۔ آخری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ پس اگر یہ لوگ تکبر کریں (اللہ کی ان آیات کو نہ مانیں) تو وہ لوگ جو تیرے ربّ کے مقرب ہیں وہ رات دن اُس کی تسبیح کرنے میں لگے رہتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات تلاوت کرتے رہے اور عتبہ گُم سُم حیرت میں ڈوبے یہ کلام ربّانی سنتے رہے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور پھر عتبہ سے کہا اے ابوالولید! تم نے میرا پیغام سنا۔ اسی میں آپ کی باتوں کا جواب ہے۔ عتبہ چپ چاپ واپس چلے گئے۔ قریش نے جب ان کو اس حالت میں دیکھا تو ان میں سے بعض نے کہا جس عزم اور اِرادہ سے عتبہ گئے تھے وہ کیفیت اب نظر نہیں آتی شاید انہوں نے جادو کا اثر لے لیا ہے۔ بہرحال عتبہ نے ان کے پاس آکر کہا اے سردارانِ مکہ! مَیں نے ایک ایسا کلام سنا ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔ خدا کی قسم نہ تو وہ شعر ہے اور نہ ہی جادو یا کہانت۔ اس کلام میں ایک عظیم الشان پیغام ہے۔ اگر میری بات مانو تو اس آدمی کو اپنا کام کرنے دو۔ (یہ بات مکہ کا ایک کافر سردار کہہ رہا ہے۔ لیکن مولانا مودودی بایں دعویٰ اسلام کہتے ہیں کہ آپ کی تیرہ سالہ تبلیغی کوششیں بیکار اور بے اثر رہیں۔ اگر تو عرب اس پر غالب آگئے تو تمہاری مراد برآئی اور اگر وہ عرب پر غالب آگیا اور اس کا پیغام سچا نکلا تو اس کا اقتدار دراصل تمہارا اقتدار ہوگا اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم سعادت مند ترین لوگوں میں شمار ہونے لگو گے۔ اس پر قریش نے کہا اے ابوالولید! لگتا ہے کہ اس نے اپنی باتوں سے تم پر بھی جادو کر دیا ہے۔ عتبہ نے جواب دیا مَیں نے اپنی رائے دے دی ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 220قو ل عتبۃ بن ربیعۃ فی امر رسول اللہ ﷺ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

[(دراصل یہ وہی مضمون ہے جس کی طرف حضرت موسیٰؑ کے واقعہ میں رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ نے توجہ دلائی تھی۔ المؤمن:29)]۔

☆...... غرض بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے مؤثر ترین ذرائع سے کام لیا۔ حکمت و موعظت، وعظ و تلقین، رشد و ہدایت اور دعائیں آپؐ کے ہتھیار تھے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے نہ آپؐ نے کوئی خفیہ تحریک چلائی نہ انارکی پھیلائی۔ نہ تشدّد اور مار دھاڑ سے کام لیا نہ کوئی چھاپہ ماروں کا جتھا بنایا کہ مکہ والوں کے لئے فتنہ و فساد اور بے اطمینانی کا امکان پیدا ہوتا۔ ایسے حالات میں مکہ کے سرداروں کا مشتعل ہونا اور تشدد سے کام لینا بالکل بے جا تھا۔ لیکن پہلے انہوں نے تمسخر اور استہزاء، توہین اور تحقیر کا ہتھیار استعمال کیا۔ اس سے جب کام نہ چلا اور مسلمانوں کی ترقی نہ رکی تو انسان کے بنیادی حقوق پر ہاتھ ڈالا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین کا جینا حرام کر دیا۔ آپؐ نے ہمیشہ صبر سے کام لیا اور اپنے متبعین کو بھی صبر کرنے کی تلقین کی اور مخالفین کو بار بار توجہ دلائی کہ اگر میری باتیں قبول نہیں تو نہ مانو لیکن جو میری باتیں سنتا ہے اس کے راستہ میں تو روک نہ بنو۔ اس پر بھی جب کفارِ مکہ اپنے ظلم و تشدّد سے باز نہ آئے بلکہ ظلم و ستم میں حد سے بڑھ گئے تو آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ جو یہاں کے حالات سے تنگ ہے وہ حبشہ کے ملک کی طرف ہجرت کر جائے کیونکہ وہاں کا بادشاہ عادل، نرم دل اور خدا ترس ہے۔ اس کے بعد بھی جب حالات نہ سدھرے تو آپؐ نے بحکم الٰہی مکہ کو چھوڑ دیا اور مدینہ میں آبسے کیونکہ وہاں کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا تھا اور انہوں نے درخواست کی تھی کہ آپؐ ہمارے ہاں رہائش اختیار کریں۔

غرض وعظ، تلقین، حکمت، موعظت کی صورت میں تبلیغ کا آغاز ہوا۔ اور سختی اور تشدد کے مقابلہ میں صبر و حوصلہ، درگزر اور اعراض عن الجہالت کا ارشاد نازل ہوا۔ فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ ۔ (سورۃ الاعراف:200) یعنی اے رسول (ان لوگوں کی زیادتیوں کے بارہ میں) درگزر سے کام لے اور نیک باتوں کی تلقین کرتا جا اور جاہل لوگوں سے اعراض کر (ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں)

☆...... ایک جگہ فرمایا: وَقِیْلِہٖ یٰرَبِّ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ o فَاصْفَحْ عَنْھُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔ (سورۃ الزخرف:89-90) یعنی مجھے اپنے رسول کے اس قول کی قسم کہ اے میرے ربّ یہ لوگ تو (کسی سچائی اور کسی اخلاقی قدر کو) تسلیم نہیں کرتے (سو مَیں نے اپنے اس رسول کو جواب دیا) ان سے صرفِ نظر کر اور ان کو امن و سلامتی کا پیغام دیتا رہ یہ بہت جلد (اپنے انجام کو) جان لیں گے۔

دشمن کی سختیاں جب بڑھنے لگیں تو فرمایا: فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّھُمْ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ۔ (سورۃ الاحقاف:36) یعنی اے میرے رسول! تُو بھی اس طرح صبر کر جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان پر جلد (عذاب آنے کی) دعا نہ کر وہ تو خود اس (عذاب) کو اپنے قریب دیکھ رہے ہیں جس سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے۔

مزید فرمایا فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ اَللّٰہُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَللّٰہُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ o (سورۃ الشوریٰ:16) یعنی تُو اسی (سچائی) کی طرف (لوگوں کو) بلا (کہ ہر ایک کو ضمیر و مذہب کی آزادی ملنی چاہئے) اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر قائم رہ اور ان (مخالفوں) کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور یہ کہہ کہ اللہ نے جو کچھ کتاب میں اُتارا ہے اُس پر مَیں ایمان لاتا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمہارے بارے میں عدل سے کام لوں (جو اپنے لئے چاہتا ہوں وہ تمہارے لئے بھی چاہوں گا) اللہ ہمارا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی (جھگڑے یا) حجت بازی کی بات نہیں۔ اللہ (ایک دن) ہم سب کو اکٹھا کرے گا اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے۔

پھر اسی مضمون کو ایک اور جگہ دوہرایا۔ فرمایا: وَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَکُمْ عَمَلُکُمْ اَنْتُمْ بَرِیْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ (سورۃ یونس :42) یعنی اگر وہ تجھے جھٹلاتے ہیں تو (گھبرانے کی کوئی بات نہیں) تُو انہیں کہہ دے کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے۔ جو کچھ مَیں کر رہا ہوں اُس سے تم بری الذمہ ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے مَیں بری الذمہ ہوں۔

لیکن اس سب وعظ و تلقین کے باوجود کفار کے سردار ظلم و ستم اور شرارت و فساد سے باز نہ آئے۔ آپؐ کو بھی تنگ کیا اور آپؐ کے ماننے والوں کا جینا بھی حرام کر دیا۔

✿...... ایک دفعہ آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل کو شرارت سوجھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کوئی ہے جو فلاں جگہ پڑی ہوئی اونٹوں کی اوجھڑی اور آنتیں اُٹھا لائے اور جب محمد سجدہ میں جائے تو یہ گند اس کے کاندھوں اور پیٹھ پر رکھ دے۔ چنانچہ مجلس سے ایک بدبخت اُٹھا اور ذبح شدہ اونٹ کی آنتیں اور معدہ لاکر آپ کے سر اور پیٹھ پر رکھ دیا۔ آپؐ سجدے میں پڑے دعائیں کرتے رہے۔ کسی نے آپ کے گھر جا کر اطلاع دی وہاں سے ایک خاتون دوڑی دوڑی آئیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے یہ گند اُٹھایا۔ نماز ختم کرنے کے بعد آپؐ نے دعا کی۔ اے خدا! قریش کی ان شوخیوں کا حساب لے۔ بعض کا آپؐ نے نام بھی لیا جو بعد میں جنگِ بدر میں کام آئے۔

(صحیح بخاری کتاب الو ضو ء باب اذا القی علی ظھر المصلی قذراو جیفۃلم تفسدعلیہ صلاتہ حدیث :240)

(صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین حدیث : 4649)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 299-298 وفاۃ ابی طالب و خدیجہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیرو ت 2001ء)

نماز پڑھنے سے روکنے کے اور بھی کئی واقعات تاریخوں میں بیان ہوئے ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 299 وفاۃ ابی طالب و خدیجہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیرو ت 2001ء)

اسی تعلق میں قرآن کریم کی یہ آیات بھی اُتریں کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی o عَبْدًا اِذَا صَلّٰی o اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰٓی o اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی o (سورۃ العلق :10-13) یعنی اے مخاطب! اس شخص (کی معقولیت اور شرافت) تو دیکھ کہ وہ ایک (خدا کے) بندے کو نماز پڑھنے (اور عبادت کرنے) سے روکتا ہے (اس کی عبادت سے اس شخص کا کیا نقصان ہوا تھا) اے مخاطب! بھلا بتا تو سہی اگر وہ (خدا کا بندہ) سیدھی راہ پر ہو اور تقویٰ کا (اور برائیوں سے بچنے کا) مشورہ دیتا ہو (تو اس سے اس متکبر کا کیا بگڑتا ہے کہ یہ اتنا بگڑ رہا ہے)

✿...... ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مسجد حرام میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی۔ قریش نے جب یہ دیکھا کہ وہ ''محمدؐ'' کا کلام پڑھ رہا ہے تو انہوں نے عبداللہ بن مسعود کو پکڑ لیا اور لاتوں مکّوں اور گھونسوں سے ان کا برا حال کر دیا حالانکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ وہ اپنے ایمان اور یقین کے مطابق کلامِ الٰہی پڑھ رہے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 233 اول من جھر بالقرآن، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیرو ت 2001ء)

۞......حضرت عمارؓ، ان کے والد یاسرؓ اور والدہ سمیہؓ پر قریش نے طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ یاسر اور سمیہؓ کو بُری طرح قتل کیا اور عمار نے بڑی مشکل سے جان بچائی۔ قصور صرف یہ تھا کہ وہ مسلمان کیوں ہوگئے ہیں۔

☆......حضرت خباب بن الارتؓ ایک ماہر آہن گر تھے اور تلواریں بنایا کرتے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر مسلمان ہوگئے۔ قریش نے ان کا مال لوٹ لیا۔ دوکان برباد کردی۔ لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھتے جس کی تکلیف کی وجہ سے وہ تڑپ اُٹھتے لیکن حق کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے۔

۞...... یہی حال حضرت بلالؓ کا تھا۔ ان کو تپتی دوپہر باہر لے جا کر مارتے اور گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھتے اور مطالبہ کرتے کہ محمدؐ اور اس کے دین سے انکار کرو لیکن اَحد اَحد کے سوا اِن کے مُنہ سے کچھ نہ نکلتا۔

۞...... ابو ذر غفاریؓ صحرا کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے آنے جانے والے قافلوں سے سنا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ صحرا سے مکہ آئے اور بڑی مشکلوں کے بعد کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چلایا اور حاضر خدمت ہوئے۔ کلامِ الٰہی سنا اور مسلمان ہوگئے۔ آپؐ نے ابوذر سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ دُور صحرا کا رہنے والا ہوں اور غفار قبیلہ سے تعلق ہے جس کا پیشہ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی ہے۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا! سبحان اللہ اتنی دُور کا رہنے والا ڈاکوؤں کے قبیلہ سے تعلق رکھنے والا ہدایت پا گیا اور قریب کے رہنے والے محروم ہیں اللہ جسے چاہے وہی ہدایت پاتا ہے۔ ابوذرؓ اسلام قبول کرنے کے بعد مسجد حرام گئے اور برملا اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ لوگوں نے آپؓ کو پکڑ لیا اور خوب مارا۔ وہ تو انہیں جان سے مار ڈالتے لیکن عباسؓ آڑے آ گئے۔ انہوں نے کہا! کچھ تو ہوش کرو۔ تم تاجر لوگ ہو، تمہارے تجارتی قافلے غفار قبیلہ کے پاس سے گزرتے ہیں۔ اگر انہیں پتہ لگا کہ ان کے آدمی کو آپ لوگوں نے مار ڈالا ہے تو وہ تمہارے قافلوں کا گزرنا مشکل بنا دیں گے۔ کئی روز تک یہ ہنگامہ برپا رہا۔ روزان کو مار پڑتی اور روز وہ مسجد میں جا کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مشورہ دیا کہ آزمائش بہت ہوچکی اب اپنے قبیلہ میں واپس جاؤ اور انہیں تبلیغ کرو۔ چنانچہ وہ واپس گئے اور ان کی تبلیغ سے ان کے قبیلہ کے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔

اب دیکھئے ابوذرؓ نے مکّہ والوں کو کیا نقصان پہنچایا تھا کہ آپ کو مار مار کر اَدھ مُوا کر دیا۔ انہوں نے صرف اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہی تھی۔ اس میں مکہ والوں کا کیا حرج تھا۔ وہ ان کے قبیلہ سے کوئی تعلق بھی نہیں رکھتے تھے اس کے باوجود وہ ان کے دشمن بن گئے۔

۞...... مار دھاڑ ظلم و ستم کے علاوہ مکہ والے دوسرے حیلے بھی اختیار کرتے۔ آنے والوں سے کہتے یہ جادوگر ہے اس سے نہ ملو۔ اس کی باتیں نہ سنو۔ باقاعدہ منصوبہ باندھ کر آپؐ کے خلاف پراپیگنڈا کا ایک طوفان بپا تھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 217 باب ذکر مالقی رسول اللہ ﷺ من قومہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

لیکن اس کے باوجود جب انہیں کامیابی نہ ہوئی اور مسلمان دن بدن ترقی کرتے گئے تو آپ کو جان سے مار ڈالنے کے منصوبے بنائے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 340 ھجرۃ الرسول ﷺ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

ایک بار آپؐ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ”اَلَا رَجُلٌ یحملنی الی قومہٖ فانّ قریشًا قد منعونی اَنْ اُبَلِّغَ کلام رَبّي۔“

(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی القرآن حدیث: 4734)۔
(سنن الترمذی کتاب فضائل القرآن باب 24 حدیث 2925)

یعنی کاش! کوئی ایسی جرأت والا شخص ملے جو مجھے اپنی قوم میں لے جا کر رکھ سکے کیوں کہ قریش نے مجھے اپنے ربّ کا کلام پہنچانے سے روک رکھا ہے اور آمادۂ پیکار رہتے ہیں۔

☆...... یہ حالات تھے جن سے تنگ آکر آپؐ ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور مدینہ چلے آئے۔ کیونکہ وہاں رہائش پذیر مسلمانوں کے حالات دن بدن ناسازگار ہوتے جارہے تھے۔ لیکن مکہ والوں نے پھر بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ ان کی مخالفت کم نہ ہوئی اور دھمکیوں سے گزر کر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کردیں۔ جب یہ حالات آپؐ کے علم میں آئے تو آپؐ نے بھی اپنے بچاؤ اور مدینہ کی حفاظت کی تدابیر ضروری سمجھیں۔ سب سے پہلے آپؐ نے مدینہ کے انصار اور مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں میں مواخاۃ قائم کی اور بھائی چارے کا معاشرہ تشکیل دیا کیونکہ لٹے پٹے آنے والے مہاجرین کی رہائش اور آبادکاری کا انتظام ضروری تھا۔

میثاق مدینہ

اس کے بعد آپؐ نے مدینہ کے دوسرے عناصر یعنی یہودی قبائل کے ساتھ ایک جمہوری معاہدے کا اہتمام کیا۔ یہ اہم معاہدہ قریباً سینتالیس شقوں پر مشتمل تھا جس کی چند دفعات یوں تھیں۔

1۔ھٰذا کتابٌ من محمد النبی ﷺ بین المؤمنین والمسلمین من قریشٍ ویثرب و من تبعھم۔

2۔انّھم اُمّۃ واحدۃٌ مِن دُوْنِ النَّاس۔

3۔وَ انَّہٗ من تبعنا من یھود فان لہ النَّصر والاُسوۃ غیر مظلومین ولا متناصرین علیھم۔

4۔و ان یھود بنی عوفٍ اُمۃٌ مع المؤمنین للیھود دینھم وللمسلمین دینھم۔

5۔و ان لیھود بنی النجار مثل ما لیھود بنی عوفٍ۔

6۔و ان علی الیھود نفقتھم وعلی المسلمین نفقتھم وانَّ بینھم النصر علی مَنْ حاربَ اَھْلَ ھٰذہِ الصحیفۃ۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 353تا355 کتابہ ﷺ بین المھاجرین والانصار......مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

(مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ از محمد حمید اللہ صفحہ 59تا62 کتابہ ﷺ بین المھاجرین والانصار......مطبوعہ دار النفائس بیروت 1985ء)

یعنی یہ ایک تحریری معاہدہ ہے جو محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان قریش اور یثرب کے رہنے والوں اور ان کے حلفاء کے درمیان طے پایا ہے۔

اس معاہدہ میں شامل تمام طبقات ایک اُمت ایک قوم شمار ہوں گے اور اس معاہدہ میں جو یہود شامل ہیں ضرورت کے وقت اُن سب کی مدد کی جائے گی۔ اور ان کے خلاف کسی قسم کا ظلم برداشت نہیں ہوگا اور نہ ان کے خلاف کسی اور کی مدد کی جائے گی۔

اور یہودی قبائل مدینہ کے جس قبیلہ کے حلیف ہیں وہ اُس قبیلہ کے ساتھ ایک قوم شمار ہوں گے۔ مثلاً:۔

بنوعوف کے حلیف یہودی، بنوعوف کے ساتھ اور بنونجار کے حلیف یہودی، بنونجار کے ساتھ یکساں حقوق کے مالک ہوں گے۔ غرض مختلف مسلمان قبائل کے حلیف یہودی سارے مسلمانوں کے ساتھ بطور اُمّت واحدہ شامل سمجھے جائیں گے۔ لیکن یہ شمولیت اور مساوات صرف دنیوی اور انسان کے بنیادی حقوق تک محدود ہوگی ورنہ دین و مذہب میں ہر شخص آزاد ہوگا۔ یہودیوں کا اپنا دین ہے اور مسلمانوں کا اپنا دین ہے۔ اس میں ایک دوسرے کو دخل دینے کی اجازت نہ ہوگی۔

قومی ضرورت کے وقت ہر گروہ اپنے اپنے اخراجات کا ذمہ دار ہوگا۔ مسلمان اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے اور یہودی اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔ اگر کوئی دوسرا معاہدہ میں شامل قوم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوگا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

☆...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی امن کے معاہدے مدینہ کے اِردگرد بسنے والے بعض قبائل سے بھی کئے۔ جہاں جانا ضروری سمجھا وہاں بذاتِ خود گئے۔ مقصد یہ تھا کہ مدینہ کے ماحول کو پُرامن رکھا جائے اور قریش مکہ جو فتنہ و فساد پر تلے ہوئے ہیں کسی اہم قبیلہ کو شرارت پر نہ اُکسا سکیں۔

دفاعی جنگ کی اجازت

بہرحال کفار مکہ کی شدید مخالفت کے اس ماحول میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مقابلہ کی اجازت ملی۔

چنانچہ فرمایا:۔اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ نِ o الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌo (سورۃ الحج :40-41) یعنی وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے ان کو بھی مقابلہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ ایسے مظلوموں کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ (مظلوم لوگ) وہ ہیں جن کو اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا ربّ اللہ ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں میں سے بعض کو بعض دوسروں کے ذریعہ (شرارت سے) باز نہ رکھے تو (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کی) عبادت گاہیں اور (دوسرے مذاہب کی) خانقاہیں اور خاص طور پر مساجد جن میں اللہ کو بکثرت یاد کیا جاتا ہے (یہ سب) برباد کر دیئے جائیں، گرا دیئے جائیں۔ اور اللہ یقیناً اُس کی مدد کرے گا جو اللہ کی (رضا کی خاطر حق کی) مدد کرتا ہے۔ اللہ یقیناً بہت طاقت والا اور غالب آنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ثابت ہے۔

1۔مسلمانوں کو جبراً ان کے گھروں سے نکالا گیا اور ان پر ظلم کیا گیا، نہ یہ کہ وہ جنگ کا منصوبہ بنا کر مکہ سے نکلے۔ جیسا کہ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ سے ظاہر ہے۔

2۔ جنگ کی ابتداء کفار کی طرف سے ہوئی اور مسلمانوں نے جو مظلوم تھے اس کا دفاع کیا نہ یہ کہ انہوں نے لوگوں کو بجبر مسلمان بنانے کے لئے تلوار ہاتھ میں لی۔ جیسا کہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا سے ظاہر ہے۔

3۔دفاع اور مقابلہ کا مقصد صرف اپنا بچاؤ ہی نہیں بلکہ مذہب کی آزادی کا تحفظ اور مقامات مقدسہ کو ویرانی سے بچانا بھی ہے۔ جیسا کہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ سے ظاہر ہے۔

4۔جو قوم خلوص دل سے ان شرائط کے تحت اس مقصد عظیم کے لئے لڑتی ہے اللہ اس کی مدد کا ذمہ دار ہے جیسا کہ وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ کا منشاء ہے۔

5۔اور جس کی مدد کا اللہ ذمہ لے لے وہ ضرور کامیاب و کامران ہوتی ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ کا مفہوم ہے۔

جہاد بالسیف کے سلسلہ میں ہی فرمایا: وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَo وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَo فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَo (سورۃ البقرہ :191-194) یعنی اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ اور کسی پر زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اور جہاں بھی ان (ناحق لڑنے والوں) کو پاؤ ان کو قتل کرو اور تم بھی ان کو اس جگہ سے نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا تھا اور یہ (مذہبی آزادی کا سلب کرنا اور اختلاف مذہب کی بنا پر لوگوں کو گھر سے نکالنا) ایسا فتنہ ہے جو (ایسے چند شریروں کے) قتل سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اور تم ان سے مسجد حرام (کے قرب و جوار) میں اُس وقت تک جنگ نہ کرو جب تک وہ خود جنگ (کی ابتدا) نہ کریں۔ اور اگر وہ تم سے وہاں بھی جنگ کریں تو تم بھی ان کو تلوار کے گھاٹ اتارو۔ ایسے کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں (اور مسلمانوں سے لڑنا چھوڑ دیں) تو اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (نادم کی وہ توبہ قبول کرتا ہے)۔ اور تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ (مذہبی آزادی سلب کرنے کا) فتنہ باقی نہ رہے اور دین (کا قبول کرنا) صرف اللہ کی (رضا کی) خاطر ہو (نہ کہ کسی کے ڈر یا خوف کی بنا پر)۔ اور اگر وہ (ظلم سے) باز آجائیں تو (پھر تم انہیں کچھ نہ کہو اور یاد رکھو کہ) ظالموں کے سوا کسی پر گرفت اور سختی (جائز) نہیں۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں:۔

1۔دین و مذہب کی خاطر یعنی اللہ کی راہ میں لڑنا صرف ان لوگوں سے روا ہے جو مذہب میں جبر کے قائل ہیں اور مذہبی آزادی سلب کرنے کے لئے لڑتے ہیں جیسا کہ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ سے ظاہر ہے۔

2۔ان آیات سے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ کے مفہوم کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے کہ مراد حملہ آور مشرک ہیں، گھروں سے مسلمانوں کو نکالنے والے مشرک ہیں۔ ہر ایک مشرک مراد نہیں۔

3۔ان آیات سے فتنہ کے معنے بھی کھلتے ہیں کہ اس جگہ فتنہ سے مراد مذہب میں جبر کرنا اور اختلاف مذہب کی وجہ سے لوگوں کو ان کے گھروں سے زبردستی نکالنا ہے جیسا کہ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ کے معاً بعد فرمایا وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔

4۔ دین کی تبدیلی کی بنیاد اللہ کی رضا اور اُس کی خوشنودی ہے اور کسی لالچ یا ڈر کی وجہ سے اپنا دین بدلنا جائز نہیں۔ جیسے فرمایا وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ۔

5۔ جنگ کی صورت میں بھی اعتدال کو مدِّنظر رہنا چاہئے۔ زیادتی ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ جیسے فرمایا: فَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

6۔کافر اگر ظلم و ستم سے باز آجائیں اور مذہب کے بارہ میں جبر سے کام لینا چھوڑ دیں تو پھر مسلمانوں کے لئے ان سے لڑنا جائز نہیں ہوگا۔ فرمایا: فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۔نیز فرمایا: فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوکے (منعقدہ 7 تا 9 ستمبر 2012ء)

دنیا کے مختلف ممالک سے وفود کی آمد اور جلسہ میں شمولیت۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں اور حضور انور کی ان ایام میں غیر معمولی مصروفیات کی مختصر رپورٹ

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط دوم

8 ستمبر 2012ء بروز ہفتہ

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جلسہ سالانہ کا اجلاس دوم

جلسہ کے دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز پروگرام کے مطابق دس بجے صبح ہوا۔مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ نے اجلاس کی صدارت کی۔ تلاوت قرآن کریم احمد کمال شمس صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ یوکے نے کی۔ بعدازاں منصور احمد چودھری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

۞......**اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم طاہر ندیم صاحب، مربی سلسلہ عربی ڈیسک لندن کی تھی۔** آپ کی تقریر اردو میں ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شرف انسانیت کا قیام'' کے موضوع پر تھی۔

مکرم طاہر ندیم صاحب نے عربوں کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کے زمانہ کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت انسانی قدریں پامال تھیں اور شرف انسانی تارتار تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانیت کو یہ تعلیم دی کہ تمام لوگ ایک ہیں اور آئندہ عزت وفضیلت کا معیار نیکی اور تقویٰ ہوگا۔

موصوف نے قرآنی تعلیمات اور سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے یہ بتایا کہ آپؐ نے کس طرح تمام لوگوں کو شرف بخشا اور شرفِ انسانیت قائم کیا۔

مقرر نے زمانۂ جاہلیت میں معذوروں اور بیماروں کے ساتھ ہونے والے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ تعلیم دی گئی کہ تمام لوگ اطاعت الٰہی اور رسول کی اطاعت سے ہی ثواب کے مستحق ہیں۔ کسی شخص کو معذور ہونے کی وجہ سے اس کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کا اور بھی زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ شرف انسانیت کا تقاضا ہے کہ ہر انسان کو دینی اور مذہبی آزادی حاصل ہو۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو پہلی مسلمان ریاست میں یہ تمام حقوق عطا فرمائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول قائم فرمایا کہ یہودی اپنے دین پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے اور مسلمان اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے۔

زمانۂ جاہلیت میں قیدیوں کے ساتھ بے دردی سے سلوک کیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو حقوق دلوائے۔ سر ولیم میور نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ مسلمان خود بھوکے رہ کر بھی اپنے غیر مسلم جنگی قیدیوں کو کھانا مہیا کرتے تھے۔

اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے ساتھ حسین سلوک کا عظیم اسوہ قائم کیا۔ پہلے وہ لوگ مغلوب قوم کو نیست و نابود کر دیتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر تمام دشمنوں کو جنہوں نے کئی سال تک آپ کو تکالیف دیں تھیں معاف کردیا، اور اس طرح ایسا حسین انتقام لیا جس پر رہتی دنیا تک شرف انسانی نازاں رہے گا۔

۞......**اس کے بعد دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر زاہد خان صاحب صدر قضا بورڈ برطانیہ کی تھی۔** آپ کی تقریر انگریزی زبان میں تھی اور اس کا موضوع تھا ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبۂ تبلیغ اور تحفہ قیصریہ''۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں بتایا کہ میری تقریر کا سال 2012ء کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ اس سال ملکہ معظّمہ برطانیہ نے اپنی ڈائمنڈ جوبلی منائی ہے۔اور آج سے 115 سال قبل 1897ء میں ملکہ معظّمہ Queen Victoria نے بھی اپنی ڈائمنڈ جوبلی منائی تھی۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ معظّمہ کو اپنی تحریر فرمودہ کتاب ''تحفہ قیصریہ'' بھجوائی تھی۔ اس کتاب میں حضور علیہ السلام نے ملکہ معظّمہ کا شکریہ ادا کیا اور صحت و عافیت کے لئے دعا کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملکہ معظّمہ کو اس کتاب کے ذریعہ اسلام کا پیغام بھی پہنچایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے وہ یہ ہے کہ میں خدا اور اس کے بندوں کے درمیان ایک زندہ تعلق پیدا کروں۔ ہر نبی ایک ایسے وقت میں آیا جب برّ و بحر ہر قسم کے فساد سے پُر تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت بھی یہی حال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تمام زندگی بندوں کو ان کے محبوب حقیقی سے ملانے کی کوشش میں گزاری۔ خدا کی طرف بلانا ایک عالمی پیغام ہے۔ یہ بادشاہ کے لئے بھی اسی طرح ہے جس طرح ایک عام آدمی کے لئے ہے اور اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ قیصریہ میں بیان فرمایا ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے خطوط ارسال فرمائے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کے پرامن مذہب ہونے کے متعلق دلائل پیش کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا علم تھا کہ یورپ کے لوگ اسلامی تعلیمات کے بارے میں تعصب رکھتے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام تعصّبات کو دور کرنے کے لئے دلائل پیش کئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جہاد کی اصل حقیقی تعلیم بھی پیش کی ہے۔ حضور نے تمام مسلمانوں کو فرمایا کہ وہ سب حکومت کی اطاعت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار تھے۔ چنانچہ آپؑ نے ملکہ معظّمہ کو لکھا کہ اگر وہ اسلام کی صداقت کا نشان دیکھنا چاہتی ہیں تو ایک سال کے اندر اندر خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ نشان دکھایا جاسکتا ہے۔ اور اگر دکھایا نہ گیا تو آپؑ پھانسی کی سزا قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دو سال بعد اگست 1899ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ کے جذبہ کے تحت ملکہ معظّمہ کے نام ایک اور کتاب لکھی جس کا نام ''ستارۂ قیصریہ'' ہے، جس میں حضور نے ایک بار پھر ان تمام امور کا ذکر کیا۔ آخر پر ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر جماعت احمدیہ یوکے کے وفد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ملکہ معظّمہ برطانیہ کے لئے کتاب (تحفہ قیصریہ) بکنگھم پیلس جا کر پیش کی اور ساتھ ملکہ برطانیہ کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے خط بھی پیش کیا۔

Queen **تیسری تقریر مکرم محمد انعام غوری صاحب ،ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی** ''قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت'' کے عنوان پر تھی۔ مکرم انعام غوری صاحب نے بتایا کہ اللہ کی ذات نہایت ہی لطیف ہے۔ ایک فلسفی نظام کائنات کا مطالعہ کر کے اس بات تک پہنچ سکتا ہے کہ اس نظام کو چلانے والا کوئی ہونا چاہئے۔ لیکن ہونا چاہئے اور 'ہے' میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ نے بتایا کہ انبیاء اسی لئے آتے ہیں کہ اس ''ہونا چاہئے'' کے خیال کو 'ہے' میں بدل دیں۔ آپ نے بتایا کہ تیرھویں اور چودھویں صدی میں لوگ خدا کو چھوڑ رہے تھے اور وہ تمام معجزات مثلاً حضرت ابراہیم کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہونا بس قصے کہانیاں بن کر رہ گئے تھے۔ لوگ یہ سوال اٹھا رہے تھے کہ وہ زندہ خدا آج کہاں ہے اور کس کے پاس اس کا پتہ ہے۔ اور کون اس سے ملا سکتا ہے؟ ایسے نازک دور میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ نے انسان کو اپنے خالق حقیقی سے ملایا جس سے ملنے کے لئے دنیا بے تاب تھی۔ آپ علیہ السلام نے دنیا کو تمام بدعات سے نکالا جن میں وہ ملوث تھی مثلاً کشفِ قبور کا معاملہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ آپ نے گمشدہ خدا کا پتہ دیا اور بتایا کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے ذریعہ زندہ خدا سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف پایا۔ اور تمام دنیا کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے نشان نمائی کی دعوت دی۔ اس عظیم الشان کام کی ایک مثال پیشگوئی مصلح موعود ہے جو بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آج 200 ممالک اس بات کے گواہ ہیں کہ جس زندہ خدا نے مصلح موعودؓ کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی تھی اس نے اس کو پورا اور سچا بھی کر دکھایا۔ آخر پر مکرم انعام غوری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آج 200 ممالک میں جماعت کی آواز گونج رہی ہے۔

جلسہ کے دوسرے دن کے اس پہلے سیشن کا اختتام بارہ بجے ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 12 بجے کے قریب زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ مکرمہ ناصرہ رحمان صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یوکے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لائے تو تمام حاضر خواتین اور بچیوں نے پُرجوش نعرے بلند کئے اور اپنے آقا کو خوش آمدید کہا۔

اس سیشن کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ قرۃ العین طاہر صاحبہ نے کی اور بعدازاں اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزہ لبنیٰ وحید صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام ''ایمان مجھ کو دیدے عرفان مجھ کو دیدے، قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دیدے'' خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد اور میڈلز کی تقسیم کی تقریب منعقد ہوئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل خوش نصیب طالبات کو قرآن کریم اور سرٹیفیکیٹ عطا فرمائے جبکہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اللہ تعالیٰ نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔ ان خوش قسمت طالبات کے نام درج ذیل ہیں؛

GCSE کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی: 1۔شازیہ زاہد، 2۔ باسمہ اکرام، 3۔زاہدہ در شہوار انور، 4۔ ماریہ مینا مینیسح، 5۔ ملیحہ نصیر، 6۔نداء طاہر، 7۔ تحسینہ احمد، 8۔کومل نواز، 9۔زجاجہ امیر مرزا، 10۔ ماہم طاہر ڈار، 11۔زرتشت کار مائیکل

A-Level امتحانات میں غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے والی طالبات: 12۔مریم وجیہہ خلیل، 13۔سرور زینب متین، 14۔رابیہ احسان، 15۔لائقہ احمد، 16۔ کنزہ احمد، 17۔ثوبیہ احمد، 18۔اروبہ ظفر، 19۔تہمینہ رزاق

درج ذیل طالبات نے مختلف مضامین اور ریسرچ کے کام میں ڈگری حاصل کی: 20۔صبیحہ سروت مغل، 21۔ ماریا قریشی، 22۔فوزیہ ادریسو کورے، 23۔حدیقہ الجنت المحمودہ، 24۔ عطیۃ الصبور بھٹی، 25۔عالیہ دین، 26۔ ڈاکٹر عطیہ کلیم، 27۔رفعت جہان، 28۔مشعل رحمان قیصرانی، 29۔سلمہ ثناء، 30۔فاخرہ نمل، 31۔سائرہ حلیم، 32۔صلیحہ بلال، 33۔ سحر محمود باجوہ، 34۔مصباح حیدر۔

تقسیم اسناد و میڈلز کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ستورات سے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب بارہ بجکر چالیس منٹ پر شروع ہوا۔

Ø تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی آیات 257 اور 258 کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد فرمایا کہ آجکل نوجوانوں میں یہ سوال اٹھتا ہے جوان آیات کے کے متعلق ہے کہ دین کے بارے میں جبر نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں بہت سارے جوابات دیئے جاتے ہیں اور بعض لاعلمی میں غلط مطالب بھی نکال لیتے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس کے بارہ میں بعض باتوں کو وضاحت سے پیش کیا جائے۔ اسی لئے آج میں نے اس مضمون کو بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ دین میں جبر نہیں کے معنے یہ ہیں کہ دین کو اختیار کرنا یا نہ کرنا، اس کو ماننا یا نہ ماننا یہ انسان کا اختیار ہے۔ ہر ایک کو اجازت ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کرے۔ عیسائی، یہودی، دہریہ یا بدھسٹ ہو جائے۔ مذہب کا اختیار کرنا ہر شخص کا ذاتی فعل ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی اشاعت کرے، اس کو پھیلائے۔ قرآن آخری اور کامل کتاب ہے اور تا قیامت قائم رہنے والی شریعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل نبی ہوئے ہیں۔ آپ سے بڑھ کر نہ کوئی نبی ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ ہر احمدی اس پیغام کی اس خوبصورتی کو پیش کرے جس میں ہدایت اور گمراہی کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم کا بیان ہے۔ ہر قسم کے معاملات میں بہترین راہنمائی ہے اور تمام قسم کی گمراہیوں سے بچنے کی تاکید ہے۔ اور پھر اس تعلیم پر خود عمل بھی کرے تو کوئی بھی عقلمند آدمی مفید اور نیک نتائج پیدا کرنے والی تعلیم کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ خود ہی اس کا قائل ہوگا اور جبر اور زبردستی کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ نے ہر شخص کے لئے راستہ کھلا چھوڑا ہے۔ نشاندہی دونوں راستوں کی کر دی ہے۔ ہدایت کو اپناؤ گے تو خدا کی رضا ملے گی اور اگر گمراہی کی طرف جاؤ گے تو سزا ملے گی۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ ہر احمدی مرد، عورت، بچے، بوڑھے اور جوان پر یہ فرض ہے کہ ہدایت و گمراہی کی نشاندہی کر دے۔ قرآن کی خوبصورت تعلیم کو لوگوں کے سامنے پیش کرے اور خود بھی خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس تعلیم پر عمل کرے اور خدا کی رضا کے لئے اس پیغام کو قبول کرے تو خدا اس کو اس کا اجر ضرور دے گا۔ حضورانور نے فرمایا کہ اچھا آدمی بننے، ایمان مضبوط کرنے اور دنیا و عاقبت سنوارنے کے لئے قرآن کریم کے کڑے پر ہاتھ ڈالنا ضروری ہے۔ عُروہ کے معنے دستہ، ہینڈل، اعتبار کی جانے والی چیز، ایسی چیز جس کا مشکل کے وقت سہارا لیا جائے، ہمیشہ رہنے والی چیز اور بہترین مال کے ہیں۔ مطلب یہ کہ دین کی چیز کو مضبوطی سے پکڑو گے تو یہ مضبوط بھی ہے، قابلِ اعتبار بھی ہے۔ شیطان اور برائیوں سے نجات دلانے والا ہے۔ اور اس سے نیک انجام ہوتا ہے۔ ہر مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنا ہی نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ سے یہ بات نکالی جاتی ہے کہ جب دین کو ماننے یا نہ ماننے میں جبر نہیں تو پھر جماعت کیوں قواعد وضوابط کی پابندی کراتی ہے۔ حضور نے فرمایا دین کو ماننا، نہ ماننا اختیار ہے لیکن اگر مان لیا ہے تو پھر اسی کی تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم نہ ماننے کا اختیار دیتا ہے مگر ماننے والوں کو بعض قوانین کا پابند کرتا ہے اور اس کو ماننا ضروری ہے۔

∅ حضورانور نے بعض قرآنی آیات پیش فرمائیں جن میں اطاعت کا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خلافت سے وابستگی کے لئے بھی اطاعت ضروری ہے۔ آپ اس کا عہد کرتے ہیں کہ میں معروف کی اطاعت کروں گا اس لئے اطاعت لازمی ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہر مومن کے لئے نمونہ ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے تمام احکام کو مانتے تھے تو پھر یہ اعتراض لغو ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم پر ایمان لا کر عمل کرنا ضروری نہیں۔

∅ حضورانور نے فرمایا شریعت کے احکامات کی پابندی کرنی ہوگی۔ دنیاوی حکومتیں، تنظیمیں اور کلب وغیرہ اپنے قواعد وضوابط کی پابندی کرواتے ہیں۔ اگر کوئی پابندی نہ کرے تو پھر اس کو اپنی ممبر شپ سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ عہدِ بیعت کرنا آپ کی مرضی ہے، اختیار ہے مگر جب اختیار کر لیا تو پھر ان قوانین اور قواعد وضوابط کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے اور جماعت احمدیہ کے نظام میں تمام احکامات اور تعلیمات قرآن کے احکامات اور تعلیمات ہیں۔ اس کے خلاف کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ نے احمدی ہونا ہے تو پھر نظامِ جماعت کی اطاعت کرنی ہوگی۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ قرآن کی ان آیات میں خدا نے قرآنی تعلیمات کی خوبصورتی یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو ماننے، اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں تم شیطان سے نجات پا جاؤ گے یعنی برائیوں سے بچ جاؤ گے۔ اس لئے ہر احمدی عورت اور لڑکی کا فرض ہے کہ ان تعلیمات پر عمل کر کے خدا کی رضا کو اس طرح حاصل کرے کہ شیطان سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لے۔ ظلمات سے نکل آئے اور نیکیوں کے نور کو اختیار کرے۔ دنیا کی لذّات، فیشن اور احساسِ کمتری میں پڑ کر دنیا کی طرف نہ جھکے بلکہ قرآنی احکامات پر عمل کر کے حیا کو اختیار کر کے اور پردہ کے حکم کو مان کر اپنے آپ کو شیطان سے بچالے۔ یاد رکھیں شیطان وہیں آتا ہے جہاں رحمان خدا سے تعلق ٹوٹتا ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ مومن کی اللہ تعالیٰ نے یہ نشانیاں بیان کی ہیں کہ اللہ کی محبت ہر دوسری محبت سے زیادہ ان کے دل میں ہوتی ہے۔ اللہ کے ذکر سے اس کا دل ڈر جاتا ہے اور اطاعت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ نماز کو شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ اپنے رزق میں سے خدا کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ یاد رکھیں خدا تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے۔ وہ دلوں کے حال کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے نیک نیتی سے دعائیں کرتے رہیں اور نیکیوں پر قائم رہیں۔ دنیا کی چمک دمک اور لالچ میں نہ پڑیں۔ عورت کی اس لئے بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی نسل کی پرورش کی ذمہ دار ہے۔ اس پر نظر رکھے۔ ہر وقت تربیت کا خیال رکھیں۔ اگر دنیا کی چیزیں موبائل، انٹرنیٹ ٹی وی وغیرہ لے کر دینا ہے تو خیال رکھیں کہ اس کا درست استعمال کرتے رہیں۔ ایک تڑپ کے ساتھ روح کی ہر مرض کا علاج خدا تعالیٰ سے مانگیں۔

∅ حضورانور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ دعا بھی اسی کی قبول کرتا ہے جو عمل کے ساتھ اس پر ایمان لاتا ہے۔ اس لئے اپنے ہر عمل کو خدا کی رضا میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اپنے دلوں کو خدا کے نور سے منور کرنے کے لئے دعائیں کریں اور اس کی رضا اور خوشنودی کی راہیں تلاش کریں۔ دین کو اپنی ترجیحات میں شامل کریں۔ قرآن کے ہر حکم پر عمل کریں۔ بہت ساری بچیاں اور عورتیں اس پر عمل بھی کرتی ہیں۔ اللہ کرے اس تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ اور مجھے اور آئندہ آنے والوں کو بھی اس فکر سے آزاد کر دے اور ہم اپنی نسلوں کی صحیح پرورش کرنے والے اور قرآنی تعلیم کو پھیلانے والے ہوں۔ اس کے بعد حضورانور نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد لجنات اور بچیوں کے گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ بعدازاں پونے دو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

سہ پہر کا اجلاس

آج دوسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز سوا تین بجے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے کی زیرِ صدارت قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا۔ اس اجلاس میں جلسہ میں شمولیت کرنے والے بعض مہمان حضرات نے اپنے ایڈریسز بھی پیش کئے۔

مہمانوں کے ایڈریس

✵...... Shahbaz Ahmed صاحب ڈپٹی میئر آف Ealing نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی ایک بات میں آج یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں جماعت کا ہر فرد محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کو ساتھ لے کر انسانیت کی خدمت کر رہا ہے اور یہی اسلام کی اصل تعلیم ہے۔ ہر فرد کوشش کرتا ہے کہ بہترین رنگ میں انسانیت کی خدمت کی جائے۔

✵...... بیرونس Emma Nicholson نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں 46 ویں جلسہ سالانہ سے خطاب کرنے کا موقعہ پانے پر بہت فخر محسوس کر رہی ہوں۔ مذہبی آزادی تمام انسانوں کے لئے بہت ضروری ہے اور اس کے لئے ہم اپنے ملک میں بھی اور ملک سے باہر بھی کام کر رہے ہیں۔ اور مذہب کی وجہ سے احمدیوں کے ساتھ جو تشدد کیا جاتا ہے وہ بالکل غلط ہے اور ہم اس کے لئے بھی کام کر رہے ہیں کہ تمام دنیا میں تمام لوگوں کو مذہبی آزادی ملے۔

✵...... کونسلر Sean Brennan نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ آپ سب کا دعوت دینے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس عظیم کام سے جو آپ لوگ تمام دنیا میں کر رہے ہیں واقف ہوں۔ اور آپ کا جو نعرہ ہے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' یہ آج کے وقت میں بہت ضروری ہے۔ اگر دنیا اس ماٹو کو اپنا لے تو تمام دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ آپ لوگ اپنے اس عظیم کام کو جاری رکھیں اور ایک دن تمام دنیا کو آپ کے اس امن کے پیغام کو سننا پڑے گا۔

✵...... Mr Arjan Vekaria، پریذیڈنٹ Hindu Forum of Britain نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ 46 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر میں تمام جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں بہت سے مذاہب کے لوگ اکٹھے ہیں جو کہ بہت ضروری ہے۔ جو بات مجھے بہت اچھی لگی ہے وہ آپ کا نعرہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔ جماعت نے اس نعرہ کو بلند کیا ہوا ہے اور یہی آج کی دنیا کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق سوا چار بجے حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ حاضرین نے فلک شگاف نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا پُرجوش استقبال کیا۔ حضور انور کی اجازت سے مکرم امیر صاحب نے کچھ مزید مہمانوں کا تعارف کروایا جنہوں نے باری باری اپنے ایڈریسز پیش کئے۔

✵...... Mr. Jolyn Martyn Clarke, Grandson of Dr. Henry Martin Clarke. نے اپنے ایڈریس میں حضورانور کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضور کی پُرنور شخصیت سے مل کر مجھے بہت اچھا محسوس ہوا مجھ پر بہت اثر ہوا اور وہ اثر آج بھی موجود ہے۔ اور جماعت کے ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کو میں بھی استعمال کرتا ہوں اور اس پر عمل کرتا ہوں۔

✵...... Ms Ann Buckley، Granddaughter of John Hugh Piggott نے کہا کہ میرے لئے فخر کی بات ہے کہ مَیں آپ سب سے مخاطب ہوں۔ آصف صاحب نے مجھے سب کچھ بتایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں میرے دادا کی کیا حیثیت ہے اور مجھے اس بات نے تعجب میں ڈال دیا کہ آپ ان کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اور مجھے آپ کی جماعت سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

✵...... Lord Eric Avebury نے کہا کہ ہر سال جلسہ میں شمولیت میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ امن کا پیغام تمام دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ Humanity First کے تحت آپ کے کئی ہزار رضا کار کام کرتے ہیں اور لوگوں کی مدد کے لئے جاتے ہیں۔ پاکستان میں تشدد کا نشانہ بننے کے باوجود جماعت لوگوں کی مدد کرتی ہے۔ جماعت کی مخالف ایک organisation چاہتی ہے کہ ان امن پسند لوگوں کو ختم کر دے۔ لیکن انتہا پسندی ایک Cancer ہے۔ یہاں برطانیہ میں جہاں مذہبی آزادی ہے آپ کا نعرہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' بہت کارآمد ہے اور تمام لوگوں کو اس کو اپنانا چاہئے۔

دوسرے روز کا آخری اجلاس

اس کے بعد دوسرے روز کے آخری اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم ہانی طاہر صاحب نے تلاوت کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم مرتضٰی منان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی، فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْذَی الْاَعَادِیْ'' پیش کیا۔

حضورانور کا خطاب

اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب شام سات بجے تک جاری رہا۔

∅ تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج حسبِ روایت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر ہوتا ہے جو جماعت احمدیہ پر دوران سال ہوئے۔ اور یہ ذکر بھی ان فضلوں کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ سارے سال میں جماعت احمدیہ پر فرما رہا ہے۔

∅ اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس سال بھی خدا تعالیٰ نے ہمیں دو نئے ممالک میں احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق عطا فرمائی۔ **اب دنیا کے 202 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اور اس طرح گزشتہ 28 سالوں میں اللہ تعالیٰ نے 111 نئے ممالک جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے ہیں۔ دوران سال جو دو نئے ممالک ملے ہیں ان میں پانامہ اور امریکن ساموا ہیں۔** پانامہ جو سینٹرل امریکہ میں واقع ہے، شمال میں کیریبین سی [Caribbean Sea] اور اس کے جنوب میں پیسیفک سی [Pacific Sea] ہے۔ اور شمال مغرب میں

ملک کوسٹاریکا[Costa Rica] ہے۔جنوب مشرق میں کولمبیا ہے۔ یہاں سپینش بولی جاتی ہے اور 35 لاکھ اس ملک کی آبادی ہے۔ چھوٹا ملک ہے۔ یہاں ہمارے اٹلی سے ایک دوست گئے تھے۔ ان کے ذریعہ سے جماعت یہاں قائم ہوئی۔

∅ امریکن ساموا بھی ساؤتھ جزائر کے ممالک میں سے ہے۔اس کی آبادی 55ہزار ہے۔چھوٹا سا ملک ہے۔ یہ نیوزی لینڈ کے سپرد کیا گیا تھا اور ان کے ذریعہ سے یہاں جماعت قائم ہوئی ہے۔

∅ دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 52 ممالک میں وفود بھجوا کر احمدیت میں نئے شامل ہونے والوں سے رابطے کئے گئے۔ اس طرح اب **اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں 605 جماعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ان 605 جماعتوں کے علاوہ 957 مقامات پر پہلی دفعہ احمدیت کا پودا لگا ہے۔**

نئی جماعتوں کے قیام کے بعض واقعات حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیش فرمائے جو مختلف ممالک سے مربیان سلسلہ نے لکھ کر بھجوائے تھے۔

∅ **جماعت کو دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو مساجد میں اضافہ کرنے کی توفیق ملی ان کی مجموعی تعداد 338 ہے۔ان میں سے 119 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 219 بنی بنائی مساجد عطا ہوئی ہیں۔** امریکہ میں حالیہ دورہ کے دوران ڈیٹن، کولمبس، ورجینیا، بالٹی مور اور ہیرس برگ وغیرہ میں مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ یوکے میں خدا کے فضل سے چھ نئی مساجد کا افتتاح ہوا ہے۔اور یوکے میں مساجد کی تعداد 16 ہوچکی ہے۔اس کے علاوہ اور جگہوں پر بھی مساجد بن رہی ہیں۔ ہندوستان میں اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے سات مساجد کا افتتاح ہوا ہے۔ بنگلہ دیش میں 3 مساجد، انڈونیشیا میں امسال پانچ مساجد کا اضافہ ہوا ہے اور انڈونیشیا میں مساجد کی تعداد 392 ہوچکی ہے۔ غانا میں 17 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔فلپائن میں ایک، نائیجیریا میں 14، سیرالیون میں 59، لائبیریا میں 123، گیمبیا میں 5، آئیوری کوسٹ میں 3، ایسٹ افریقہ تنزانیہ میں 10، یوگنڈا میں 6، برکینا فاسو میں 14، کانگو کنشاسا میں 6، بینن میں 19 اور مالی میں 62 بنی بنائی مساجد ملی ہیں۔ مساجد کے تعلق میں حضورانور نے چند واقعات بھی بیان فرمائے۔

∅ **اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے 117 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے۔ 108 ممالک میں تبلیغی مراکز کی کل تعداد 2 ہزار 442 ہوچکی ہے۔** اس میں انڈیا کی جماعت سرِفہرست ہے۔ جہاں دورانِ سال 40 مراکز کا اضافہ ہوا ہے۔انڈونیشیا، جرمنی، آئیوری کوسٹ اور دیگر ممالک میں بھی اضافے ہوئے ہیں۔

∅ جماعت احمدیہ کا ایک خصوصی امتیاز وقارِ عمل ہے۔ مختلف ممالک کی جماعتیں اپنی مساجد، مشن ہاؤسز کی تعمیر میں بجلی پانی اور دیگر فٹنگز کا کام اور رنگ وروغن وغیرہ وقارِ عمل کے ذریعہ سے سرانجام دیتی ہیں۔ چنانچہ **62 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق 19 ہزار 980 وقارِ عمل کئے گئے۔اس کے ذریعہ سے 37 لاکھ 13 ہزار 183 ڈالرز کی بچت کی گئی۔** اس میں جرمنی سرِفہرست ہے۔

∅ **وکالت اشاعت کی رپورٹ کے مطابق 60 ممالک سے موصولہ رپورٹس کے مطابق 569 مختلف کتب، پمفلٹس، فولڈرز وغیرہ 45 زبانوں میں طبع ہوئے ہیں جن کی تعداد 52 لاکھ 74 ہزار 526 ہے۔** اسی طرح قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع ہوئے ہیں یا Reprint ہوئے ہیں۔حضرت مسیح موعود کی کتب کے بعض تراجم شائع ہوئے ہیں۔ براہینِ احمدیہ کے پہلے اور دوسرے حصہ کا ترجمہ انگریزی میں شائع ہوگیا ہے۔

∅ ایک رسالہ جاری کیا گیا تھا۔ یہ ریسرچ سیل کے ذمہ لگایا گیا تھا، اس کا نام ہے ’’موازنہ مذاہب‘‘ جو یوکے سے چھپتا ہے اور اس میں بڑے علمی اور تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔اس وقت اس کی خریداری کم ہے۔حضورانور نے فرمایا کہ جو لوگ اردو پڑھنا جانتے ہیں ان کو اس رسالے کا خریدار بننا چاہئے۔

∅ وکالت تصنیف کی رپورٹ کے مطابق پانچ جلدوں میں انگریزی تفسیر ایڈٹ ہورہی ہے اور مختلف مضامین کی چیکنگ ہورہی ہے اور کافی لٹریچر آگیا ہے، کچھ آنے والا ہے۔اسی طرح امسال شائع ہونے والی کتابوں میں مجلس خدام الاحمدیہ یوکے نے انگریزی زبان میں حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں کتاب شائع کی ہے۔ بڑی اچھی کتاب ہے۔حضرت مسیح موعود کی کتب کئی زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔جن میں عربی، بوسنین، چینی، مالٹی، جرمن، ہندی، رشیئن شامل ہیں اور دیگر بہت سی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوکر شائع ہورہی ہیں۔

∅ **رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تعداد** پہلے بہت کم تھی **2010ء میں 1240 تھی**۔مَیں نے اس کی خریداری بڑھانے کی تحریک کی تھی۔ **اب اس کی اشاعت 8 ہزار 500 تک پہنچ چکی ہے۔** اس میں امریکہ اور غانا کی طرف سے زیادہ خریداری ہے۔

∅ احمدیہ پرنٹنگ پریسز جو مختلف دنیا میں قائم ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام کررہے ہیں۔فضل عمر پریس قادیان میں بہت عمدہ کتب شائع ہورہی ہیں۔

∅ نمائشوں اور بک سٹالز کے ذریعہ سے بھی اس سال کافی کام ہوا ہے۔قرآن مجید اور لٹریچر کی نمائشیں ہوئی ہیں۔ **2 ہزار 320 نمائشوں کے ذریعہ 21 لاکھ 86 ہزار 500 افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔5 ہزار سے زائد بکسٹالز اور بک فیئرز میں شمولیت ہوئی ہے اور ان کے ذریعہ سے 33 لاکھ 20 ہزار 900 افراد تک پیغام پہنچا۔** حضورانور نے مختلف شخصیات کے نمائشوں کے بارے میں تاثرات بیان فرمائے۔

∅ حضورانور نے فرمایا **لیف لیٹس اور فلائرز کی تقسیم** کے حوالہ سے میں نے کہا تھا ہر جگہ پہنچایا جائے۔ **امریکہ میں گزشتہ 2 سالوں میں 23 لاکھ 93 ہزار فلائرز تقسیم کئے گئے ہیں۔اس طرح ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ سے 70 ملین افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔**
کینیڈا والوں نے امسال 4 لاکھ 24 ہزار فلائرز تقسیم کئے۔ 85 ملین سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ جرمنی میں 3 ملین سے زائد لیف لٹس تقسیم ہوچکے ہیں۔ وہاں مختلف ذرائع سے 30 ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچ چکا ہے۔سویڈن میں 3 لاکھ 50 ہزار فلائرز تقسیم کئے گئے۔ 2 ملین سے اوپر افراد تک پیغام پہنچ گیا ہے۔ٹرینیڈاڈ میں 4 لاکھ، ناروے میں دولاکھ سے اوپر، بیلجیئم میں 4 لاکھ سے اوپر ہالینڈ 6 لاکھ سے اور سپین 85 ہزار، گیانا میں 30 ہزار اور اسی طرح دنیا کے ہر ملک میں تقسیم ہورہے ہیں اور کروڑوں آدمیوں تک اب جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیغام پہنچ رہا ہے۔یوکے میں فلائرز کی تقسیم ہوئی ہے۔سکولوں میں اور بسوں کے ذریعہ سے احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔اس حوالے سے غیروں کے تاثرات بیان فرمائے۔

∅ امیر صاحب غانا کی رپورٹ ہے کہ وہاں کی دوتین شاہراہوں پر حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کے ساتھ بہت بڑے بل بورڈز لگائے گئے ہیں۔ یہ تصویر اور اس بورڈ پر لکھا گیا پیغام ہر گزرنے والے کو متوجہ کرتا ہے۔

∅ حضورانور نے فرمایا ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا کام بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسیع ہوگیا ہے اور اس کے 14 ڈیپارٹمنٹس ہیں جو کام کررہے ہیں، ان میں کام کرنے والوں میں خواتین بھی ہیں اور مرد بھی ہیں جو 24 گھنٹے کام کررہے ہیں۔ یوکے کے نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد رضاکارانہ کام کررہی ہے۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ اس سال ایم ٹی اے کی نشریات کی بڑھتی ہوئی مانگ کو دیکھتے ہوئے مختلف زبانوں کے تراجم کو نشر کی جانے والی سٹریمز کی تعداد 28 ہوگئی ہے۔ انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے دیکھنے والوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ بعض اوقات زیادہ وزیٹرز کی وجہ سے سٹریم متاثر ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اب ایک گلوبل IPT ڈسٹری بیوٹر کے ذریعہ ایم ٹی اے نشر کیا جائے گا جس کی وجہ سے کوئی روک نہیں آئے گی۔ اسی طرح موبائل فونز پر بھی ایم ٹی اے انٹرنیٹ کو وسعت ہوگئی ہے۔ انٹرنیٹ کا موبائل پر جو صحیح استعمال ہوسکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہورہا ہے۔ غیروں میں ایم ٹی اے کی مقبولیت نشریات دیکھنے کی طرف توجہ اور شوق کے حوالے سے حضورانور نے پُراثر واقعات بیان فرمائے۔

∅ احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ بھی بہت کام ہورہا ہے۔ **مغربی افریقہ کے تین ممالک میں 7 کی تعداد میں احمدیہ ریڈیو سٹیشنز قائم ہوچکے ہیں۔** بورکینا فاسو، مالی اور سیرالیون میں۔لوگ یہ ریڈیو سن کے جماعت سے تعارف حاصل کررہے ہیں۔ ریڈیو کی نشریات سن کر احمدیت قبول کرنے والوں کا بھی حضورانور نے ذکر فرمایا۔

∅ **جماعت کی مرکزی ویب سائٹ** کے ذریعہ سے بھی بہت اچھا کام ہورہا ہے۔امریکہ میں رضاکار یہ سارا کام کررہے ہیں۔کینیڈا، پاکستان اور انڈیا میں بھی ان کی ٹیم ہے۔خطبات جمعہ 18 زبانوں میں آڈیو وڈیو کی صورت میں یوٹیوب پر ڈالے گئے ہیں۔آئی پیڈ کے علاوہ آئی فون اور بلیک بیری فونز کے ذریعہ بھی خطبات دیکھے جاسکتے ہیں۔حضور نے فرمایا اگر بچوں کو فون پکڑانا ہے، آئی پیڈ یا آئی فون لے کر دینا ہے تو یہ عادت ڈالیں کہ کم از کم جماعت کے پروگرامز بھی دیکھا کریں۔اس ویب سائٹ پر 500 اردو اور 80 انگریزی کتب مہیا کی گئی ہیں۔

∅ **رشین ڈیسک** بہت اچھا کام کررہا ہے۔انہوں نے ایک ویب سائٹ جاری کی ہے جو خطبات کو رشین میں ترجمہ کرکے اگلے دن اس پر مہیا کرتی ہے۔اس پر بے شمار خطوط آتے ہیں۔لوگ بہت خوش ہیں کہ ان کی زبان میں فوری طور پر خطبہ جمعہ کا ترجمہ مل جاتا ہے۔

∅ **چینی ڈیسک** بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کررہا ہے۔ چین میں بعض نمائشوں کے ذریعہ سے لٹریچر وہاں پہنچا ہے۔مختلف لٹریچر چینی زبان میں ترجمہ ہورہا ہے۔

∅ ٹرکش ڈیسک بھی بہت اچھا کام کررہا ہے۔انہوں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کافی کتب کا ٹرکش زبان میں ترجمہ کرلیا ہے۔ایم ٹی اے پر ان کے پروگرامز بھی آرہے ہیں۔

∅ **بنگلہ ڈیسک** بھی باقاعدہ کام کررہا ہے۔ان کا Live پروگرام جو آتا ہے اس کے 47 پروگرامز آچکے ہیں۔اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی بیعتیں ہوگئی ہیں۔بنگلہ دیش میں بھی اور مغربی بنگال انڈیا میں بھی۔

∅ **فرنچ ڈیسک** بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی اچھا کام کررہا ہے اور خطبات کا ترجمہ اور کتابوں کا ترجمہ اور قرآن کریم کا بھی نظر ثانی شدہ ایڈیشن بھی اب چھپ کر آرہا ہے۔

∅ **جاپانی ڈیسک** بھی قائم ہوچکا ہے۔ وہ بھی اچھا کام کررہا ہے۔

∅ **عرب ڈیسک** میں بھی اللہ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام اردو کتابوں کا ترجمہ کرلیا ہے۔ جو چند رہ گئی ہیں وہ بھی چند مہینوں میں ہوجائے گا اور اس طرح عربی زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب کا ترجمہ میسر آجائے گا۔ایم ٹی اے 3 اور الحوار المباشر کے ذریعہ بڑا اچھا کام ہورہا ہے۔اس سلسلہ میں حضورانور نے بعض تاثرات بیان فرمائے۔

∅ **تحریکِ وقفِ نو** میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقفینِ نو کی تعداد میں امسال 3 ہزار 496 کا اضافہ ہوا ہے اور کل تعداد 47 ہزار 898 ہوگئی ہے۔ بچوں کی تعداد 29 ہزار 864 اور بچیوں کی تعداد 18 ہزار ہے۔ پاکستان کے واقفینِ نو سب سے زیادہ ہیں۔اس وقت تک واقفینِ نو میں سے 93 مربیان تیار ہوچکے ہیں۔ 70 معلمین تیار ہوچکے ہیں۔ 29 ٹیچرز تیار ہوچکے ہیں۔ایک ڈرافٹس مین، 16 نرسیں، 66 دوسرے کارکنان ہیں، 2 انجینئرز ہیں۔ ایک فارماسسٹ ہیں، 2 ڈاکٹرز ہیں۔جامعہ احمدیہ میں 1342 واقفین نو ہیں اور 101 معلمین ہیں۔ 2 پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ 126 ایم بی بی ایس کررہے ہیں، 30 ڈینٹل سرجری کررہے ہیں، 67 فارماسسٹ بن رہے ہیں، 3 ویٹنری ڈاکٹرز ہیں۔ 24 ہیومیو ڈاکٹرز ہیں، 5 فزیو تھراپسٹ ہیں۔ 70 پیرامیڈکس ہیں۔ 20 جی سی ایس سی آنرز، 227 بی کام اور اس طرح مختلف شعبہ جات میں واقفین نو ہیں۔تحریک وقف نو کی برکات کے حوالے سے حضورانور نے ایک واقعہ بھی بیان فرمایا۔

∅ **غانا میں جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل کا قیام** اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمل میں آگیا ہے۔ بڑی خوبصورت بلڈنگ بنی ہے۔مزید تعمیر ہورہی ہے۔ وہاں تمام افریقن ممالک کے بچے جاکر شاہد کی ڈگری حاصل کریں گے۔ پہلے وہاں تین سالہ کورس تھا یہاں سے اب باقاعدہ شاہد کی ڈگری ملا کرے گی۔

∅ **شعبہ پریس اینڈ پبلیکیشنز** میں کافی کام ہوا ہے۔

∅ **مخزن تصاویر** کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام ہورہا ہے۔

∅ **مجلس نصرت جہاں کے تحت اس وقت افریقہ کے 12 ممالک میں 39 ہسپتال اور کلینکس کام کررہے ہیں۔**

بقیہ صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امام حسینؓ کی شہادت

امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔آخری وقت میں جوان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کردیا گیا۔اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔

(ملفوظات جلد 5صفحہ 336)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

1909ء میں وفات پانے والے چند صحابہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 دسمبر 2009ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ایسے چند صحابہؓ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے جن کی وفات 1909ء میں ہوئی۔ ان میں سے دواصحاب یعنی حضرت منشی رستم علی صاحبؓ اور حضرت حافظ قدرت اللہ صاحبؓ شاہجہانپوری کا تفصیلی ذکرخیر قبل ازیں اس کالم میں کیا جاچکا ہے۔ دیگر اصحاب کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ مرادآبادی

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی کتابت کی سعادت حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ کو بھی نصیب ہوئی۔ آپؓ خوش نویس تھے اور اپنے کام کے سلسلہ میں امرتسر میں مقیم تھے جہاں ''براہین احمدیہ'' کی طباعت ہوئی اور اس کے حصہ چہارم کا سرورق لکھنے کا موقع آپؓ کو ملا۔ یہیں سے حضورؑ کے ساتھ آپؓ کی عقیدت کا سفر شروع ہوا جو آخر تک جاری رہا۔ آپ نے 23 مارچ 1889ء کو دارالبیعت لدھیانہ میں ابتدائی دس احباب میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

1890ء میں آپؓ نے ''فتح اسلام'' کی کتابت کی۔ اس کتاب میں ہی حضورؑ نے آپؓ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے: ''اخویم شیخ محمد حسین صاحب مرادآبادی ہیں جو مرادآباد سے قادیان میں آکر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہیں۔ شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ۔ وہ مجھ سے محض للہ غایت درجہ کا خلوص ومحبت رکھتے ہیں۔ ان کا دل حُبِّ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں۔ مَیں انہیں مرادآباد کے لئے ایک شمع منوّر سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن میں ہے وہ کسی دن دوسروں میں بھی سرایت کرے گی۔ شیخ صاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہیں مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہیں۔ ہر طرح اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد اُن کے رگ وریشہ میں رچا ہوا ہے''۔

آپؓ نے 28 ستمبر 1909ء کو وفات پائی۔

حضرت حافظ محمد قاری صاحبؓ جہلمی

حضرت حافظ محمد قاری صاحب ولد نور حسین صاحب کا تعلق جہلم سے تھا۔ اگرچہ آپؓ حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ کے شاگردوں میں سے تھے لیکن آپؓ کو حضرت مولوی صاحبؓ سے بھی پہلے بلکہ جہلم میں سب سے پہلے حضورؑ کی بیعت کرنے کی سعادت عطا ہوئی۔ آپؓ اُس وقت جہلم کی ایک مسجد کے امام تھے اور گزارہ کی یہی صورت تھی۔ احمدی ہونے کے بعد آپؓ کی شدید مخالفت ہوئی اور محلّہ والوں نے مسجد کے متولّی کو آپؓ کی شکایت کی کہ یہ کافر ہوگیا ہے، اسے ہٹایا جائے۔ متولّی نے لوگوں سے پوچھا کہ قاری کیا شہادت دیتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کلمہ تو وہی پڑھتا ہے۔ پھر بتایا کہ اذان اور نماز بھی وہی ہے۔ تو اُس نے لوگوں کو کہا کہ ان حالات میں مَیں اسے الگ نہیں کرسکتا، جس کی مرضی ہو اُس کے پیچھے نماز پڑھے ورنہ نہ پڑھے۔ اس کے بعد آپؓ اکیلے ہی اذان دے کر نماز پڑھ لیا کرتے۔ لیکن بعد میں ایسا وقت بھی آیا کہ اُن کی مسجد میں نمازیوں کو نماز پڑھنے کیلئے جگہ نہ ملتی۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی کتب ''آریہ دھرم''، ''سراج منیر''، ''تحفۂ قیصریہ'' اور ''کتاب البریہ'' میں آپؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز کتاب ''انجام آتھم'' میں آپؓ کا نام اپنے 313 اصحاب کی فہرست میں 176ویں نمبر پر شامل فرمایا ہے۔

حضرت محمد قاری صاحبؓ نے 10 اکتوبر 1909ء کو جہلم میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپؓ کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔

حضرت شیخ عطامحمد صاحبؓ۔ چنیوٹ

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ ولد حافظ محمد حیات صاحب سکنہ چنیوٹ ایک اسٹامپ فروش تھے۔ حضور علیہ السلام نے آپؓ کو اپنے 313ء صحابہؓ میں شامل فرمایا ہے۔ آپؓ کا وصیت نمبر 160 تھا۔

حضرت مہرسون صاحبؓ آف سیکھواں

حضرت مہر سون صاحبؓ آف سیکھواں ضلع گورداسپور ایک معزز زمیندار تھے۔ 1892ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور پھر زیارت کے لئے متعدد بار قادیان جاتے رہے۔ جون 1897ء میں قادیان میں ڈائمنڈ جوبلی جلسہ منعقد ہوا تو اس میں آپؓ بھی شامل تھے اور آپؓ کا نام حضورؑ نے جلسہ احباب کی فہرست میں 220ویں نمبر پر درج فرمایا ہے۔ اسی طرح ایک اور اشتہار (مطبوعہ 7 مارچ 1898ء) میں آپؓ کا نام بطور گواہ درج فرمایا ہے۔

آپؓ کو آنکھوں کی بیماری تھی۔ وفات سے قریباً 7 سال قبل آپؓ کو حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کہ پہلے پانی آکر بینائی بالکل جاتی رہے گی تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ آپؓ کو اس کا بہت صدمہ ہوا اور اس کے بعد آپ نے یہ طریق اختیار کرلیا کہ جب بھی قادیان آتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھنے کا موقع ملتا تو حضورؑ کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگالیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری جاتی رہی اور وفات تک کسی علاج کے بغیر آنکھیں درست رہیں۔

آپؓ ابتدائی موصی تھے۔ وصیت نمبر 374 تھا۔ 2 دسمبر 1909ء کو قریباً 70 سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ سکنہ ٹرپئی

حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب مَیں نے سنا کہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد بڑا پارسا، پرہیزگار اور اہل اللہ شخص ہے تو مَیں زیارت کے شوق میں وہاں پہنچا۔ وہاں بمبئی سے ایک اور شخص بھی آیا ہوا تھا۔ دوران ملاقات حضورؑ پُراثر وعظ فرماتے رہے کہ اثناء وعظ میں آپؑ دفعۃً اٹھ کر جلدی جلدی سیڑھیوں سے اُترے۔ ہم دونوں مسافر بھی ہمراہ ہوئے۔ ڈھاب کے شرقی کنارہ پر زمینداروں نے ایک گڑھا کھیتوں کو پانی دینے کیلئے بنایا ہوا تھا۔ اس میں ایک لڑکا آٹھ نو برس کا ڈوبا ہوا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ ننگا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اسے باہر نکالو۔ ہم نے اسے نکالا۔ اس وقت وہ لڑکا زندہ مگر بیہوش تھا۔ آپؑ نے فرمایا اس کے پیٹ سے پانی نکالو اور دریافت کرکے جس کا لڑکا ہے اسے دے دو۔ پھر آپؑ واپس مکان پر تشریف لائے اور پھر آپؑ نے اس بات کے متعلق کچھ ذکر نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ اعلامِ الٰہی سے گئے تھے اور آپؑ نے یہ کام خدا کے حکم کے ماتحت کیا تھا۔

حضرت منشی فضل دین صاحبؓ گولیکی

'بدر' یکم اپریل 1909ء میں حضرت منشی فضل دین صاحبؓ پٹواری ساکن گولیکی کی وفات کی خبر میں تحریر ہے کہ مرحوم سعید، شریف طبیعت کا وفادار انسان تھا۔

حضرت شیر بی بی صاحبہؓ

حضرت شیر بی بی صاحبہؓ سامانہ ریاست پٹیالہ کی رہنے والی تھیں۔ پٹھان قوم سے تھیں۔ آپؓ کی شادی سنور (ریاست پٹیالہ) کے حضرت محمد اکبر خانصاحبؓ سے ہوئی جن سے 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہوئیں۔ حضرت خانصاحبؓ نے 23 ستمبر 1891ء کو بیعت کی توفیق پائی تو آپ نے مخالفت کی لیکن 1899ء میں قادیان آکر خود بھی بیعت کرلی۔ اور پھر ساری زندگی قادیان میں ہی گزاردی۔ آپؓ کو لمبا عرصہ حضور علیہ السلام کا کھانا پکانے کی توفیق بھی ملتی رہی۔ ایک روز حضورؑ کے دریافت کرنے پر آپؓ نے عرض کیا کہ ''حضورؑ کے لئے کھانا پکارہی ہوں۔ حضور! اگلے جہان میں بھی مَیں آپؑ کے لئے کھانا پکایا کروں گی''۔ حضورؑ نے فرمایا: ''کھانا پکانے کی ضرورت نہیں ہوگی''۔

حضرت شیر بی بی صاحبہؓ سادہ مزاج تھیں اور آپؓ کی باتوں پر سب ہنستے تھے۔ آپؓ نے 22 جولائی 1909ء کو وفات پائی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی۔

حضرت مائی تابی صاحبہؓ

حضرت مائی تابی صاحبہؓ بنت کریم بخش صاحب (قوم ککّے زئی وطن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور) ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کے گھر میں خادمہ تھیں۔ آپؓ کے باقی خاندان کا زیادہ علم نہیں۔ سلسلہ کی بعض روایات میں آپؓ کا ذکر ملتا ہے۔ 18 مئی 1909ء کو قریباً 70 سال کی عمر میں آپؓ نے وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں جگہ پائی۔ آپؓ کا وصیت نمبر 221 تھا۔

محترم پروفیسر (ر) محمد یوسف صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7؍جنوری 2010ء کے مطابق حلقہ رچنا ٹاؤن لاہور کے ایک مخلص احمدی بزرگ اور صدر حلقہ مکرم پروفیسر محمد یوسف صاحب پروفیسر ریٹائرڈ بعمر تقریباً 70 سال معاندین احمدیت کی فائرنگ سے 5 جنوری 2010ء کو شہید ہوگئے۔

مرحوم صبح کے وقت اپنی رہائشگاہ سے ملحق اپنے بیٹے کے جنرل سٹور پر بیٹھے تھے کہ موٹرسائیکل پر سوار دو نقاب پوش افراد نے آکر فائرنگ کردی۔ شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جاتے ہوئے راستہ میں ہی وفات ہوگئی۔ آپ موصی تھے۔ تدفین ربوہ کے عام قبرستان میں اماناً کی گئی۔

محترم محمد یوسف صاحب کی پیدائش موضع سعداللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین میں 5 جنوری 1945ء کو ہوئی۔ آپ کو 20 سال تک مختلف ادوار میں بطور صدر حلقہ رچنا ٹاؤن اور تین سال تک زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ فیکٹری ایریا لاہور خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پڑھے لکھے اور سلجھی ہوئی اور سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے ایم اے پنجابی اور ایم ایڈ کیا ہوا تھا۔ آپ گورنمنٹ ہائی سکول شاہدرہ میں سینئر سائنس ٹیچر، ننکانہ اور کوٹ پنڈی داس میں سینئر ہیڈ ماسٹر اور گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول مریدکے میں بطور پرنسپل رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنا سکول محمود آئیڈیل سکول کے نام سے کھولا۔ آپ مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہونے کے باوجود استقامت سے حالات کا مقابلہ کیا۔ خلافت کے ساتھ پختہ تعلق رکھتے تھے۔ ملنسار، نظام سلسلہ کی پابندی کرنے والے عجز وانکسار کے پیکر تھے۔ مرحوم نہایت نیک سیرت، ملنسار اور اچھی شہرت کے حامل تھے۔ کسی سے کوئی تنازعہ یا دشمنی نہ تھی۔

پسماندگان میں بیوہ مکرمہ ثریا یوسف صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22؍اکتوبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ امۃالباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

فیض میں آفتاب لگتا ہے
حسن میں ماہتاب لگتا ہے
خُلق میں الکتاب لگتا ہے
آپ اپنا جواب لگتا ہے
جس بھی پہلو سے دیکھئے اس کو
پور پور انتخاب لگتا ہے
بات میں رنگ اور خوشبو ہے
لہجہ بالکل گلاب لگتا ہے
روز دیکھے ہیں خواب ملنے کے
جب سے دیکھا ہے خواب لگتا ہے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10؍اکتوبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کے کلام سے انتخاب ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے:

لکھتی رہوں، لکھتی رہوں، تب بھی نہ عیاں ہوں
سو سال لکھوں تب بھی فضائل نہ بیاں ہوں
قرآن سمندر ہے خزانوں سے بھرا اِک
اس دنیا کے ماتھے پہ نگینہ ہے جڑا اِک
اس دل کی سمجھ لیجئے کیا آن ہے کیا بان
جس دل کے نہاں خانوں میں مہمان ہے قرآن
شوکت بھرا اِک ساز ہے سامان ہے قرآن
میرے لئے ہیروں سے بھری کان ہے قرآن

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
30th November 2012 – 6th December 2012

MTV Muslim AHMADIYYA

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 30th November 2012

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an: An educational programme presented by Qari Muhammad Aashiq.
01:05	Huzoor's Tours: Tour of Benin
02:20	Japanese Service
02:40	Roohani Kahaaaen Quiz
03:15	Tarjamatul Qur'an Class
04:30	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 4th November 1999
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tours: Tour of Benin
08:05	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda
10:10	Indonesian Service
11:10	Fiq'ahi Masa'il
11:50	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15	Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu programme on the topic of kindness towards God's creations.
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
14:15	Yassarnal Qur'an [R]
14:40	Bengali Reply to Allegations
15:50	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Benin [R]
19:30	Real Talk: An English discussion programme
20:30	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 1st December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	Huzoor's Tours: tour of Benin
02:00	Friday Sermon: recorded on 30th November 2012
03:15	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
05:05	Liqa Ma'al Arab: recorded on 6th August 1998
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Al-Tarteel
06:55	Jalsa Salana Germany 2012: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 3rd June 2012.
07:55	International Jama'at News
08:30	Question and Answer Session: 20/05/1995.
09:50	Indonesian Service
10:50	Friday Sermon: Recorded on 30th Nov 2012
12:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:10	Story Time
12:30	Al Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:00	Live Shotter Shondhane
16:00	Zinda Log
16:05	Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	MTA World News
18:25	Jalsa Salana Germany 2012 [R]
19:35	Faith Matters
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 2nd December 2012

00:10	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Germany 2012 [R]
02:35	Story Time [R]
02:55	Friday Sermon [R]
03:55	Shotter Shondhane: Recorded on 1st Dec 2012.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
08:00	Faith Matters
09:05	Question and Answer Session: recorded on 2nd November 1996.
10:15	Indonesian Service
11:15	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 30th March 2012.
12:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Reply to Allegations
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:30	Kasauti
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:40	Beacon of Truth: English discussion programme
20:45	Discover Alaska: An English documentary
21:20	Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as)
22:00	Friday Sermon: Recorded on 30th November 12
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 3rd December 2012

00:20	MTA World News
00:40	Tilawat
00:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
02:10	Discover Alaska: An English documentary
02:40	Friday Sermon: Recorded on 30th November 12
03:55	Real Talk: English discussion programme
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 25th Nov 1999
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:40	Al-Tarteel
07:10	Huzoor's Tours: Tour of Benin
08:00	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat. Recorded on 21st March 1999.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 14th September 2012.
11:00	Jalsa Salana Qadian 2011: Second session speeches delivered by distinguished guests.
12:05	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30	Al-Tarteel
13:10	Friday Sermon: Recorded on 9th February 2007
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Jalsa Salana Qadian 2011 [R]
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours: Benin [R]
19:00	Real Talk
20:10	Rah-e-Huda [R]
21:45	Friday Sermon [R]
22:30	Jalsa Salana Qadian 2011 [R]

Tuesday 4th December 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35	Insight
00:55	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Tours: Tour of Benin
02:00	Kids Time
02:30	Friday Sermon: Recorded on 9th February 2007
03:35	Jalsa Salana Qadian 2011
04:20	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
04:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 2nd December 1999.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana Germany 2012: concluding address delivered by Huzoor on 3rd June 2012.
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:25	Australian Wildlife: Kangaroos
09:00	Qustion and Answer Session: recorded on 2nd November 1996.
10:10	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon
12:10	Tilawat & Insight
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shomprochar
15:15	Spanish Service
16:00	Ahmadiyya Medical Association Dinner 2012
16:35	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the life & character of the Holy Prophet (saw)
17:05	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Germany 2012 [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 30th November 2012.
20:35	Insight: recent news in the field of science
20:55	Ahmadiyya Medical Association Dinner 2012 [R]
21:35	Australian Wildlife: Kangaroos [R]
22:15	Seerat-un-Nabi (saw)
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 5th December 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Jalsa Salana Germany 2012
02:15	Le Francais C'est Facile
02:45	Australian Wildlife: Kangaroos
03:15	Ahmadiyya Medical Association Dinner 2012
04:00	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:45	Liqa Ma'al Arab: recorded on 24th July 1994
06:00	Tilawat & Dars
06:40	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Canada 2012: Address by Huzoor on Day 2 of Jalsa, recorded on 7th July 2012
08:10	Real Talk
09:10	Question and Answer Session: Recorded on 20th May 1995.
10:30	Indonesian Service
11:25	Swahili Service
12:25	Tilawat & Dars
13:05	Al-Tarteel
13:35	Friday Sermon: Recorded on 23rd February 2007
14:25	Bangla Shomprochar
15:30	Fiq'ahi Masa'il
15:55	Kids Time
16:25	Faith Matters
17:25	MTA Variety: Maidane Amal Ki Kahani
18:10	Al-Tarteel
18:40	MTA World News
19:00	Jalsa Salana Canada 2012 [R]
20:00	Real Talk [R]
21:00	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:20	Kids Time [R]
21:55	MTA Variety: Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:35	Friday Sermon [R]
23:25	Intikhab-e-Sukhan: Repeat of 17th November 12

Thursday 6th December 2012

00:20	MTA World News
00:35	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
00:45	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Canada 2012 [R]
02:20	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Mosha'airah: an evening of poetry
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Ma'al Arab: recorded on 24th July 1994
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Qur'an
07:05	Inauguration of Baitul Wahid, Feltham
08:05	Beacon of Truth
09:10	Tarjamatul Qur'an class
10:20	Indonesian Service
11:25	Pushto Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:50	Yassarnal Qur'an
13:10	Beacon of Truth [R]
14:20	Friday Sermon
15:25	Aaaina
16:05	Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme
16:40	Rohaani Khazaa'in
17:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
18:20	Yassarnal Qur'an [R]
17:15	MTA Variety
19:00	MTA World News
19:20	Huzoor's Tours [R]
20:20	Faith Matters
21:30	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:50	Aaina [R]
23:30	Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 23 November, 2012 | Issue No. 47

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ جولائی 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(تیسری قسط)

کھاریاں میں پنجاب پولیس نے جماعت احمدیہ کی مسجد بیت الحمد کے مینار شہید کردیئے۔

’’شرمناک واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں، پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ مذہبی تفریق کا سلسلہ جاری ہے‘‘۔

(ترجمان جماعت احمدیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

’’اور اس (شخص) سے بڑھ کر کون ظالم (ہوسکتا) ہے جس نے اللہ کی مساجد سے (لوگوں کو) روکا کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان (لوگوں) کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان (مساجد) کے اندر داخل ہوتے مگر (خدا سے) ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور آخرت میں (بھی) ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔‘‘

’’مورخہ 10 جولائی 2012ء بروز پیر رات کے ساڑھے نو بجے پولیس نے جماعت احمدیہ کی مسجد بیت الحمد کھاریاں ضلع گجرات میں داخل ہو کر کلمہ طیبہ مٹایا اور مینار شہید کردیئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قبل ازیں اس ضلع میں فرقہ وارانہ کشیدگی کو پھیلانے کی منظّم کوششوں کی نشاندہی کی گئی لیکن حکام نے اس کو روکنے کی طرف ذرہ بھی توجہ نہ کی۔ 15 جون کو کھاریاں میں ختم نبوت ریلی کے نام پر مولوی نے غیر تعلیم یافتہ عوام کو جمع کیا اور جماعت احمدیہ کے خلاف وہ زبان استعمال کی کہ الامان والحفیظ! مولوی کی شہ پر عوام کالانعام کی طرف سے اس بدتمیزی کے مظاہرے کے دوران احمدیہ مسجد کے میناروں کی مسماری کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ 26 جون کو ایک مولوی غازی جلالی نے ایک اور مولوی کے ساتھ مل کر ایک نامعلوم تنظیم ’’تحفظ اسلام پاکستان‘‘ کی طرف سے پولیس کے پاس درخواست دی کہ احمدیوں کے خلاف ضابطہ فوجداری کا مقدمہ قائم کیا جائے اور ان کی مسجد کے مینارے ڈھائے جائیں۔ اور دھمکی دی کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو درخواست گزار خود یہ فریضہ سرانجام دیں گے۔

تفصیلات کے مطابق اس افسوسناک واقعہ سے قبل مورخہ 10 جولائی کو پولیس نے مولوی کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے فوری طور پر مقامی جماعت کے عہدیداران کو تھانے بلایا اور مینار خود شہید کرنے کے لئے دباؤ ڈالا۔ اس پر پولیس کو واضح کردیا گیا کہ کسی احمدی کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اللہ کے گھر مسجد کے مینار کو اپنے ہاتھ سے اتنی سی بھی گزند پہنچائے کجا مینار شہید کرنا! اس لئے کہ کوئی احمدی یہ ناپاک کام کر ہی نہیں سکتا۔ نیز وضاحت کی یہ مسجد امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء سے چار برس قبل 1980ء میں تعمیر کی گئی تھی، اور اس بدنام زمانہ آرڈیننس میں جماعت احمدیہ کی مساجد کے میناروں کے بارہ میں کچھ بھی درج نہ ہے۔ نیز اسلامی فقہ اور شریعت کی کسی بھی کتاب میں مسجد کا ڈیزائن درج نہ ہے جس کی احمدیوں نے خلاف ورزی کا ارتکاب کیا ہے۔ پولیس کے شدید دباؤ پر جماعتی عہدیداران نے کہا کہ نہ تو احمدی خود ایسا کریں گے اور نہ ہی مولوی کو ایسا کرنے دیں گے۔ ہاں اگر سرکاری پولیس خود ہی اللہ کے گھر کی بے حرمتی پر تلی ہوئی ہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا کیونکہ احمدی نہ تو قانون شکن ہے اور نہ ہی حکام کے سامنے مزاحمت کرنے والا ہے۔

اس پر پولیس کے DSP کھاریاں سرکل سلطان امیر اور SHO تھانہ کھاریاں رانا نعیم زاہد کی سرکردگی میں دیگر پولیس اہلکاروں کی ایک بھاری تعداد اور TMA کے ملازمین نے شام کے سائے لمبے ہوتے ہی کارروائی کرتے ہوئے مسجد کے مینار بے دردی سے شہید کردیئے۔ حالانکہ ان ظالموں کے پاس کوئی عدالتی حکم نامہ تک نہ تھا کہ وہ کس برتے پر مسجد کے مینار شہید کررہے ہیں؟

بعدازاں پولیس نے دوبارہ مسجد کا دورہ کیا اور چھوٹے مینار بھی مسمار کردیئے۔ لگتا ہے کہ پاکستان میں پولیس کو امن وامان کے قیام کی تربیت نہیں دی جاتی بلکہ جھوٹ اور دھوکہ بازی سکھائی جاتی ہے مثلاً اس کارروائی کے بعد ایس ایچ او نے پریس کے نمائندگان کو کہا کہ یہ تمام کارروائی فریقین کی باہمی رضامندی سے عمل میں آئی ہے نیز احمدیوں کا تعاون غیر معمولی رہا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے سینئر ممبر حسین نقی صاحب نے کہا ہے کہ پاکستانی پولیس اور حکام اس طرح کے واقعہ میں بزدلانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں اور ایسا کرکے یہ لوگ نہ صرف شدّت پسند کو خوش کررہے ہیں بلکہ ان کو شہ دے رہے ہیں۔ نیز اطلاعات ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ہیومن رائٹس سیل نے افتخار محمد چوہدری چیف جسٹس آف پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ مساجد کے میناروں کی مسماری کے واقعہ کا ازخود نوٹس لیں۔

رواں سال میں پاکستانی سرکار کا احمدیہ مساجد پر یہ تیسرا بڑا حملہ ہے۔ اولاً راولپنڈی میں ایوان توحید کے معاملہ میں مولوی کے سامنے گھٹنے ٹیکے گئے۔ پھر اس افسوسناک واقعہ سے ایک ماہ قبل صوبائی دارالحکومت لاہور میں سلطان پورہ کی احمدیہ مسجد سے کلمہ طیبہ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ کو اسی طرح سرکاری طاقت سے شہید کیا جاچکا ہے۔ نیز 28 مئی 2010ء کو سربسجود نمازیوں کے مقدس خون سے رنگین کی جانے والی مسجد دارالذکر گڑھی شاہو لاہور پر کندہ کلمہ طیبہ پر پولیس نے سٹیل کی شیٹ لگا کر اس پر سیاہ رنگ کا پینٹ کردیا تھا۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب نے ان افسوسناک واقعات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے واقعات کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک ایسے ملک میں جس کے بارہ میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کو کلمہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا وہاں ریاستی کارندوں اور مبینہ طور پر قانون کے رکھوالوں کی نگرانی میں کلمہ طیبہ کو شہید کیا جارہا ہے اور ایسے لوگ یہ گھناؤنا کام کررہے ہیں جو خود کلمہ گو ہیں۔ انہوں نے کھاریاں میں مینار شہید کرنے کو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 20 کا حوالہ دیا جس کے مطابق ’’ہر شہری کو اپنے مذہب پر قائم رہنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہوگا نیز ہر مذہبی گروہ، فرقے اور مسلک کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنے مذہبی ادارے قائم کرے، انہیں برقرار رکھے اور چلائے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جارہا ہے اور احمدیوں کو نہ صرف آئین پاکستان بلکہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے اعلامیہ کے مطابق دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ ترجمان جماعت احمدیہ نے چند شر پسند عناصر کی خوشنودی کے لئے احمدیوں کے حقوق غصب کرنے کو ریاست کی کمزوری قرار دیتے ہوئے اس طرح کے واقعات کی مکمل روک تھام کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل سوئٹزرلینڈ میں مسلمانوں کی مساجد کے مینار گرانے کی بات ہوئی تھی تو پاکستانی میڈیا نے اس موقع پر جن مساجد کے مینار دکھائے تھے وہ جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ تھیں۔ اس واقعہ پر ہر جگہ پاکستان سمیت شدید احتجاج کیا گیا تھا اور سوئٹزرلینڈ میں مینار شہید کرنے کی مہم کو مذہبی تعصب کی انتہا قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ آج پاکستان میں احمدیوں کی مساجد کے خلاف کھلم کھلا کارروائیاں ہورہی ہیں اور حکومتی طاقت سے مینار گرائے جارہے ہیں تو سب خاموش ہیں۔ یقیناً یہ واقعہ پاکستان کے انصاف پسند حلقوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور اس ظالمانہ مہم کو روکنے کے لئے فوری اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔‘‘

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

تاریخ احمدیت جاپان کی تدوین

تاریخ احمدیت جاپان کی تدوین مکمل ہوچکی ہے اور عنقریب شائع کی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایسے تمام احباب جماعت سے جو کسی بھی وقت جاپان میں مقیم رہے، یا جماعتی عہدیداران رہ چکے ہیں ان سے گزارش ہے کہ ان کی نظر میں کوئی قابل ذکر مواد، واقعہ، تحریر یا تصویر ہو تو براہ مہربانی جلد ارسال فرمائیں۔ بعض احباب کی خدمت میں تحریری خطوط کے ذریعہ بھی درخواست کی گئی تھی، ایسے احباب سے بھی گزارش ہے کہ مذکورہ مواد جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

جاپان تشریف لانے والے اوّلین مربیان کرام مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب، مکرم مولوی عبدالغفور صاحب اور مکرم میجر عبدالحمید صاحب کے حالات زندگی اور تصاویر درکار ہیں۔ ان بزرگان کے خاندان یا عزیز و اقرباء کی خدمت میں اس سلسلہ میں تعاون فرمانے کی عاجزانہ درخواست ہے۔

تصاویر اور مواد درج ذیل ای میل یا فیکس کے ذریعہ سے بھجوایا جاسکتا ہے۔ لکھنے کی بجائے مواد آواز کی صورت میں ریکارڈ کر کے بھی بھجوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پاکستان میں رہنے والے احباب مکرم مغفور احمد منیب صاحب (انچارج جاپانی ڈیسک ربوہ) سے بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔ ای میل اور فیکس نمبر درج ذیل ہیں:

E.mail:anees1978@gmail.com

Fax:0081-52-7039379